بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

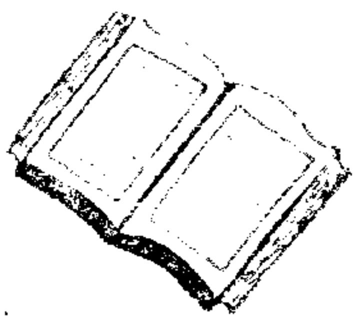

جمال و حسن قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

ستمبر ۱۹۶۰

الفرقان

(۱) فضائل قرآن مجید بیان کرنے والا (۲) غیر مسلموں یعنی آریوں عیسائیوں اور بہائیوں کے قرآن مجید پر اعتراضات کا جواب دیکر انہیں دعوتِ اسلام دینے والا ۔ (۳) باشندگانِ پاکستان کو عربی زبان سکھانے والا (۴) مستشرقین کے خیالات پر تحقیقی تبصرہ کرنے والا ماہنامہ!

ایڈیٹر
ابوالعطاء جالندھری

قیمت سالانہ چھ روپے
بیرونی ممالک بارہ شلنگ
فی نسخہ دس آنہ

شبیہ مبارک
حضرت مسیح موعود علیہ السلام
جنہوں نے اس آخری دور میں قرآنی شریعت کے
دائمی ہونے کا اعلان فرمایا تھا (مقالہ ص ۲)

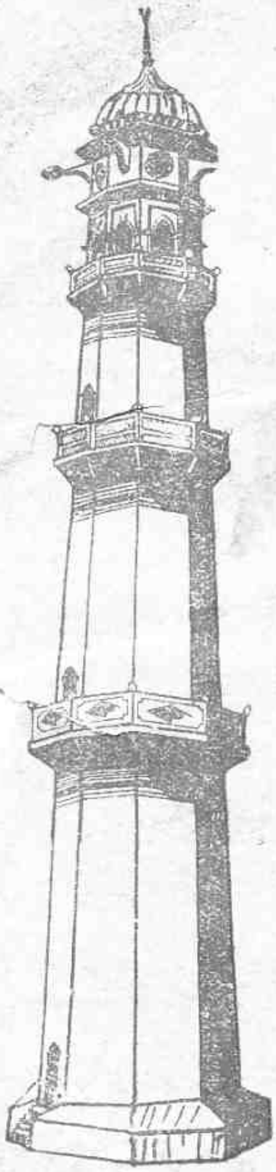

منارة المسیح

تمثیلی زبان میں قرآنی شریعت
کے دائمی ہونے کا اعلان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۰	الفرقان	ربیع الاوّل ۱۳۸۱ ہجری قمری
شمارہ ۹	ستمبر ۱۹۶۱ء	تبوک ۱۳۴۰ ہجری شمسی

فہرست مضامین

۱- قرآن مجید دائمی شریعت ہے (بابی سازش کی ناکامی اور غلبۂ قرآنی کا اعلان)	ایڈیٹر	صٓ ۲
۲- البیان ـــــ (قرآن مجید کے ایک رکوع کا ترجمہ و تفسیر)	ابو العطاء	۱۷
۳- پیارے نبی کی پیاری باتیں	الادب المفرد کا ترجمہ و تشریح	۲۱
۴- روح القدس سے مدد حاصل کرنے کا راستہ	کتب حضرت مسیح موعودؑ	۲۳
۵- بارگاہِ ربّ العزت میں حضرت مسیح موعودؑ کی پُر سوز دعائیں	" "	۲۴
۶- احمدی جماعت کا قریب سے مطالعہ	علامہ نیاز فتحپوری مدیر نگار لکھنؤ	۲۵
۷- مجاہدین کے لئے غیرت الٰہی کا ایک واقعہ۔	جناب میاں عطاء اللہ صاحب ایڈووکیٹ راولپنڈی	۲۸
۸- کیا اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے؟	مکرم خواجہ خورشید احمد صاحب سیالکوٹی	۳۰
۹- نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	حضرت قاضی اکمل صاحب	۳۳
۱۰- مقامات (نظم)	جناب عبد السلام صاحب اختر ایم اے	۳۴
۱۱- افضل کون ہے؟ (نظم)	جناب آفتاب احمد صاحب بسمل	۳۵
۱۲- ایک عالمانہ استفسار اور اس کا جواب	ایڈیٹر	۳۷
۱۳- زندہ نبی یعنی حیات النبیؐ کی تشریح ـ	"	۳۸
۱۴- ایڈیٹر کی ڈاک	(احباب کے خطوط)	۳۹
۱۵- بانی بہائیت کا دعویٰ الوہیت	ابو العطاء	۴۱
۱۶- جمال سرمدی (نظم)	جناب مصلح الدین صاحب راجیکی مرحوم	۴۴
۱۷- قریشی حشمت اللہ صاحب بہائی کے اوہام کا ازالہ	ایڈیٹر	۴۵
۱۸- بہائیوں سے چند سوالات	مکرم مولوی عبد الکریم صاحب پشاور	صٓ ۴۹
۱۹- معاونین خاص کے بارے میں ضروری اعلانات	مینیجر رسالہ	۵۱
۲۰- ایک خوشگوار اور مفید ملاقات	ایڈیٹر	۵۲

الفرقان میں نو برس پیشتر

حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم-اے مدظلہ العالی نے تحریر فرمایا تھا:-

"میری رائے میں الفرقان کے نامہ نگاروں کو قرآن مجید کی یہ جامع فضیلت ہمیشہ اپنی آنکھوں کے سامنے رکھنی چاہیئے کہ وہ ایک روحانی عالم ہے جس کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ مقدر کر رکھا ہے کہ اس مادی عالم کی طرح جس میں ہم اپنی دنیوی زندگی بسر کرتے ہیں اس کے مخفی خزانے ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق منکشف ہوتے رہیں۔ یہی وہ ارفع مقام ہے جس کی طرف یہ قرآنی آیت اشارہ کرتی ہے کہ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ اور یہی وہ بے نظیر قرآنی کمال ہے جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیف ازالہ اوہام میں بڑی وضاحت اور تکرار کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔" (الفرقان

طابع و ناشر ابو العطاء جالندھری مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ مقام اشاعت۔ دفتر الفرقان ربوہ۔ ایڈیٹر ابو العطاء جالندھری فاضل ربوہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

قرآن مجید دائمی شریعت ہے

بابی سازش کی ناکامی اور قرآنی غلبہ کا اعلان

(ذیل کا مقالہ اس لیکچر کا خلاصہ ہے جو خاکسار نے جماعت احمدیہ کراچی کے زیر اہتمام احمدیہ ہال کراچی میں مورخہ ۲۸ اگست سنہ ۱۹۶۱ء کو دیا۔ اس موقعہ پر کراچی کے بہائی صاحبان بھی موجود تھے۔ (ایڈیٹر))

حضرات! قرآن مجید کا نزول آسمانی کتابوں کی کڑی کا **آخری نقطہ** ہے۔ سابقہ صحیفوں میں یہ خبر دی گئی تھی کہ آخری دَور میں ایک **کامل شریعت** نسلِ انسانی کو دی جائے گی۔ جس کا پیغام ساری دنیا اور سارے زمانوں کے لئے ہوگا۔ جس میں انسانیت کی سب ضرورتوں کا جواب، شریعت کی ساری مشکلات کا حل اور انسانوں کے ارتقاء کے لئے جملہ تعلیمات کا بیان ہوگا۔ حضرت موسٰیؑ کی معرفت اللہ تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ایک برگزیدہ نبی برپا ہوگا جو اپنے کام اور اپنی شان میں **مثیلِ موسٰی** ہوگا۔ اس کے ہاتھ میں **ایک روشن شریعت** ہوگی اور وہ خدا کی سب باتیں نسلِ انسانی کو پہنچائے گا۔ (استثناء $\frac{18}{18}$) حضرت مسیحؑ نے بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:-

"مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائیگا"

(یوحنا $\frac{16}{12-13}$)

دوسرے صحیفوں میں بھی اس سے ملتی جلتی پیشگوئی موجود ہے اور اس قسم کا بیان سارے مذاہب میں کم و بیش پایا جاتا ہے۔

قرآن مجید کے نزول کے وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ——— الیوم اکملتُ لکم دینکم و اتممتُ علیکم نعمتی و رضیتُ لکم الاسلام دینًا۔ کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ قرآن مجید کے ذریعہ میں نے آدم زادوں کا دین مکمل کر دیا ہے اور ان پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا ہے اور تم سب انسانوں کے لئے اسلام کو بطور کامل دین مقرر فرما دیا ہے۔

یہ اعلان قرآنی اس بارے میں صریح اور واضح ہے کہ پچھلے آسمانی نوشتوں کی سب خوشخبریاں قرآن مجید میں پوری ہو گئی ہیں اور اب یہ کامل شریعت انسانوں کا دائمی دستور العمل ہوگا۔

قرآن مجید اسی بات کا مدعی نہیں کہ میں سب آسمانی کتابوں کا موعود اور مصداق ہوں بلکہ اس کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ جملہ آسمانی شریعتوں کی قائم رہنے والی صداقتیں اور دائمی تعلیمات میرے اندر جمع ہیں اور انہیں باسلوبِ احسن قرآنی شریعت میں سمو دیا گیا۔ فرمایا قرآن مجید میں جملہ قائم رکھی جانے والی صداقتیں مجتمع ہیں اور اب ان کا قیام و بقا اسی مقدس کتاب کے ذریعہ سے ہوگا۔ سابقہ کتب میں تحریف راہ پا گئی ہے اسلئے قرآن مجید کو ان کتب پر مہیمن ہونے کی حیثیت حاصل ہے۔ اب جو تعلیمات قرآنی بیان کے مطابق ہوں گی وہ تسلیم کی جائینگی اور جو اس بیان کے مخالف ہوں گی تو ان کا خلاف ہونا ہی ان کے غلط ہونے پر مُہرِ تصدیق ثبت کر دے گا۔

اسی پر بس نہیں کہ قرآن مجید نے کامل شریعت ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے۔ اس نے جملہ آسمانی صحیفوں کی باقی رہنے والی صداقتوں پر مشتمل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس نے سابقہ کتابوں پر مہیمن ہونے کا اعلان کیا ہے۔ یہ سب کچھ بھی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ خدائے عزّوجل نے واضح الفاظ میں فرما دیا ہے۔ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر ع) کہ ہم نے ہی اس قرآن مجید کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ گویا قرآن مجید کامل اور سب صداقتوں پر مشتمل شریعت بھی ہے۔ اور پھر ہر قسم کی افراط و تفریط اور تحریف و تبدیلی سے پاک بھی ہے، ہمیشہ کیلئے محفوظ بھی ہے۔

اندریں حالات یہ سوال کس طرح پیدا ہو سکتا ہے کہ ایک زمانہ میں قرآن مجید منسوخ ہو جانے والا ہے اور اس کی بجائے نسلِ آدم کے لئے اور شریعت آنے والی ہے۔

قرآن مجید کے اپنے اعلان اور واقعات کی روشنی میں مسلمانوں کا ہمیشہ سے اجماع رہا ہے کہ قرآن مجید دائمی شریعت ہے، وہ کبھی منسوخ نہ ہوگا۔ اس اجماع میں کوئی استثناء موجود نہیں ہے۔ تاریخی طور پر صرف اتنا ثابت ہے کہ بعض علماء نے بعض آیاتِ الٰہیہ کے مفہوم و مراد کو نہ جاننے کے باعث انہیں دیگر آیات کے متضاد قرار دیا اور بعض آیات کو اس طرح منسوخ ٹھہرایا تھا مگر دوسرے اہلِ علم نے متشابہ آیات کی حقیقت بیان کر کے اوّل الذکر علماء کی غلطی واضح کر دی تھی۔ یہ جزوی نسخ کا خیال بھی سراسر غلط اور خلافِ نصوصِ قرآن مجید تھا۔ لیکن یہ بات تو کسی کے وہم و گمان میں نہ تھی کہ کسی وقت قرآن پاک کی شریعت منسوخ ہو جائے گی اور اس کی بجائے کوئی اور شریعت قائم ہوگی۔

اندریں حالات اس مضمون کے بیان کی کیا ضرورت ہے کہ قرآنی شریعت دائمی ہے؟ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ کچھ عرصہ سے بابی اور بہائی تحریک پیدا ہوئی ہے۔ اس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ قرآن مجید کی شریعت منسوخ ہو گئی ہے اور اب اس کی جگہ علی محمد باب کی لکھی ہوئی شریعت "بیان" کو سمجھا جائے بلکہ اسے بھی منسوخ قرار دے کر مرزا حسین علی نوری المعروف بہاء اللہ کی تحریر کردہ شریعت "اقدس" کو قائم شریعت سمجھا جائے۔

بابیت اور بہائیت کا یہ خیال سراسر باطل ہے مگر یہ تحریک اس عقیدہ پر قائم ہے کہ قرآنی شریعت منسوخ ہو گئی ہے اور دائمی نہیں اسلئے ضرورت پیش آتی ہے کہ یہ مضمون پوری وضاحت سے بیان کیا جائے کہ قرآنی شریعت دائمی ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ جہاں پر بہائیت کی بنیاد اس عقیدہ پر ہے کہ قرآنی شریعت منسوخ ہے وہاں پر اسکے بالکل برعکس احمدیت کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ قرآن مجید دائمی شریعت ہے اور کبھی منسوخ نہیں ہو سکتی۔ گویا یہ دونوں تحریکیں ایک دوسرے کے متقابل کی تحریکیں ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے

تحریر فرمایا ہے کہ:-

(الف) "اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کا تبدیل یا تغیر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۸-۱۳۷)

(ب) "تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔"

(کشتی نوح صفحہ ۲۴)

(ج) "قرآن شریف کے بعد کسی کتاب کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں۔ کیونکہ جس قدر انسان کی حاجت تھی وہ سب کچھ قرآن شریف بیان کر چکا۔" (چشمۂ معرفت صفحہ ۲۶۰)

(د) خدا اس شخص کا دشمن ہے جو قرآن شریف کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہے اور محمدی شریعت کے برخلاف چلتا ہے اور اپنی شریعت چلانا چاہتا ہے۔"

(چشمۂ معرفت صفحہ ۳۲۴)

اِن اقتباسات سے عیاں ہے کہ احمدیت کا سارا دارومدار اس عقیدہ پر ہے کہ قرآن مجید دائمی شریعت ہے جبکہ بہائیت اس وہم کی علمبردار ہے کہ قرآن مجید منسوخ ہو گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر قرآن مجید کا دائمی شریعت ہونا ثابت ہو جائے تو بابی اور بہائی تحریک کا باطل اور جھوٹا ہونا اظہر من الشمس ہو جاتا ہے۔ اور اگر خدا نخواستہ یہ ثابت ہو جائے کہ قرآن مجید منسوخ ہو گیا ہے، وہ دائمی شریعت نہیں تو احمدیت کا غلط ہونا تسلیم کرنا پڑے گا۔ اِسی ایک مسئلہ سے ہر دو تحریکات کے بانیوں کا مسیح الاسلام یا المسیح الدجال ہونے کا بھی فیصلہ ہو جاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَیں نے رؤیا میں بیت اللہ الحرام کا طواف کرتے ہوئے ایک شخص کو دیکھا۔ دریافت کرنے پر بتایا گیا کہ یہ دجال ہے۔ پھر دوسرے شخص کو بیت اللہ الحرام کا طواف کرتے ہوئے دیکھا تو پوچھا یہ کون ہے۔ بتایا گیا کہ یہ مسیح موعود ہے۔ اِس رؤیا نبوی کی تعبیر یہ کی گئی ہے کہ بیت اللہ سے مراد دین اسلام ہے دجال اس میں نقص نکالنے اور اس کے اندر عیب تلاش کرنے کیلئے اس کے اردگرد چکر لگائے گا اور پھر مسیح موعود اس دین کی خوبیوں کو اجاگر کرنے اور اس کی طرف منسوب کئے گئے عیبوں کا ازالہ کرنے کے لئے جدوجہد کریگا۔

یہ بات قطعی طور پر طے شدہ حقیقت ہے۔ کہ دجال کا مشن قرآن مجید میں کجی اور عیب ثابت کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ دجال سے بچنے کا کیا طریق ہے؟ آپ نے فرمایا کہ سورۂ کہف کی پہلی دس آیات پڑھی جائیں۔ اب سورۂ کہف کو دیکھیں تو اس کا آغاز ہی اس طرح ہوتا ہے۔ الحمد للہ الذی انزل علیٰ عبدہ الکتٰب ولم یجعل لہٗ عوجًا قیمًا۔ کہ وہ خدا سب تعریفوں کا مستحق ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن مجید کو ایسی کامل کتاب کی صورت میں نازل فرمایا ہے کہ اس میں کسی قسم کی کجی اور ٹیڑھا پن نہیں اور وہ ہمیشہ قائم رہنے والی کتاب ہے۔ پھر اس کے بعد ان لوگوں کا ذکر فرمایا ہے جو خدا تعالےٰ کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ یہ دونوں باتیں عیسائی پادریوں میں بھی پائی جاتی ہیں ان کا یہی مشن ہے کہ قرآن مجید کو عیب دار ثابت کرکے مسلمانوں کو اس سے برگشتہ

کریں اور وہ ساتھ ہی حضرت مسیح کو عرشِ الوہیت پر بٹھاتے ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح (گو چھوٹے پیمانے پر) بہائیوں کا حال ہے۔ وہ قرآن مجید کو ناقص ثابت کر کے اس کے منسوخ قرار دینے کے درپے ہیں اور ساتھ ہی بہاء اللہ کو الوہیت کے عرش پر سمجھتے ہیں۔ درحقیقت بہائی تحریک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کی مصداق ہے۔ حضورؐ نے فرمایا:-

الدجال یخرج من ارض بالمشرق
یقال لہا خراسان۔

کہ دجال مشرق کے ایک علاقہ سے نکلیگا
جس علاقہ کو خراسان کہتے ہیں۔
(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۴۷۳)

پس آج قرآن مجید کو دائمی شریعت ثابت کرنا نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ دجالی فتنہ کی سرکوبی کے لئے اس مضمون کا ذہن نشین کرنا بڑا ضروری ہے۔ یہ گویا تعویذ ہے جو دجال کے فتنہ سے بچانے والا ہے۔

حضرات! بابی اور بہائی لوگ قرآن مجید کو منسوخ قرار دیتے ہیں مگر انہوں نے اپنے اس خیال کی بنیاد وحی اور الہام پر نہیں رکھی۔ ان لوگوں نے قرآن مجید کو منسوخ ٹھہرا کر بابی اور بہائی شریعت کو ایجاد کرنے کی کوشش کی۔ ہماری تحقیق یہ ہے کہ بابیوں اور بہائیوں کا یہ خیال محض ایک **انتقامی کارروائی ہے۔**

یہ ایک نہایت اہم سوال ہے کہ بابی اور بہائی شریعت کے ایجاد کرنے کا خیال کیونکر پیدا ہوا؟

یاد رکھنا چاہیئے کہ باب فرقہ شیخیہ میں سے تھا۔ جو شیعوں کی ایک شاخ ہے۔ فرقہ شیخیہ والے امام غائب کے قریب ظہور کے منتظر تھے۔ سید علی محمد کے دعویٰ پر یہ لوگ اس کے ساتھ ہو گئے۔ ان لوگوں میں مرزا حسین علی نوری اور قرۃ العین ام سلمیٰ مشہور ترین افراد تھے جب شیعہ علماء نے بابیوں پر کفر کے فتوے لگائے اور باب اور بابیوں کی بعض خلافِ امن حرکات کی وجہ سے حکومتِ ایران نے باب کو قلعہ ماکو میں نظر بند کر دیا تو ۱۲۶۴ھ ہجری میں علاقہ خراسان میں بدشت کے صحرا میں بابیوں نے ایک خاص کانفرنس منعقد کی۔ تا حکومت اور علماء سے ان کے سلوک کا انتقام لیا جائے۔ حکومت کے خلاف انہوں نے یہ قرارداد پاس کی کہ ماکو میں جمع ہو کر باب کو بزور رہا کرائیں۔ اور علماء سے انتقام کے لئے یہ تجویز ٹھہری کہ اسلامی شریعت کو منسوخ قرار دیا جائے۔ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ نسخِ شریعتِ فرقانی کا خیال محض انتقامی ہے۔ خود بہاء اللہ نے اپنی کتاب اقتدار میں لکھا ہے کہ:-

"اگر اعتراض و اعراض اہلِ فرقان
نبود ہر آئینہ شریعتِ فرقان درایں ظہور
نسخ نمے شد" (اقتدار صفحہ ۴۷، ۴۸)

یعنی اگر اہلِ اسلام باب و بہاء کے
ماننے سے اعراض نہ کرتے تو اسلامی شریعت
ہرگز منسوخ نہ کی جاتی۔"

اس حوالہ سے ثابت ہے کہ بابیوں نے محض مسلمانوں کی مخالفت سے چڑ کر قرآن مجید کے منسوخ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ ورنہ درحقیقت اسلامی شریعت کی موجودگی میں کسی نئی شریعت کی ضرورت نہ تھی۔ چنانچہ اسلامی شریعت کے جامع اور تمام زمانوں کے لئے کامل قانون ہونے کا اقرار خود بہاء اللہ نے اپنی آخری عمر میں ایک خط میں اِن الفاظ میں کیا ہے:-

"اگر اہلِ توحید در اعصارِ اخیرہ
بشریعتِ غراء بعد از حضرت خاتم روح
ماسواہ فداہ عمل می نمودند و بذیلش تشبث
مینمودند بنیانِ حصنِ امر متزعزع نمی شد و مدائنِ معمورہ
خراب نمی گشت۔ بلکہ مدن و قری بطراز

امن و امان مزین و فائز۔ از غفلت و
اختلافِ امتِ مرحومہ و دخانِ انفسِ شریرہ
ملتِ بیضاء تیرہ و ضعیف مشاہدہ میشود۔"
(مقالہ سیاح مع اردو ترجمہ صفحہ ۶۸)

ترجمہ:۔ اگر اس آخری زمانہ میں اہلِ توحید
حضرت خاتم النبیینؐ (روحِ عالم نثار ہو
ان پر) کی وفات کے بعد ان کی روشن
شریعت پر عمل کرتے اور ان کے دامن
شریعت کو مضبوط پکڑے رہتے تو قلعۂ
دین کی مستحکم بنیاد ہرگز نہ ڈگمگاتی۔ اور
بسے بسائے شہر کبھی ویران نہ ہوتے۔ بلکہ
شہر اور گاؤں امن و امان کی زینت سے
مزین اور کامیاب رہتے۔ مگر امتِ مرحومہ
کی غفلت و اختلاف اور شریر نفوس کی
ظلمت کے سبب یہ ملتِ تیرہ اور کمزور
دکھائی دیتی ہے۔" (باب الحیاۃ ص۶۹)

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ بہاء اللہ کے نزدیک بھی شریعتِ بیضاء اسلامیہ پر ہی عمل کرنا دنیا میں امن و امان کے قیام کا موجب ہے۔ شریعت اپنی ذات میں کامل اور جامع ہے۔ نقص صرف یہ تھا کہ لوگ اس پر عمل نہیں کر رہے تھے۔ اندریں صورت نسخِ شریعتِ اسلامیہ کی تجویز سراسر معاندانہ ہے۔

۱۲۶۴ھ ہجری میں علاقہ خراسان میں بدشت کے میدان میں بابیوں کا اجتماع ہوا۔ اس موقعہ پر مرزا حسین علی، ملا محمد علی، ملا حسین بشروئی اور ام سلمیٰ قرۃ العین کے درمیان خاص مشورے ہوتے تھے جن کا موضوع یہ ہوتا تھا کہ شریعتِ اسلامیہ کو منسوخ کر دیا جائے۔ (الکواکب ص۹۱) ان گفتگوؤں کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکابر بابیوں کا بیشتر حصہ اس رائے کے حق میں ہو گیا کہ شریعتِ محمدیہ کا نسخ واجب ہے۔

مگر "ذهب قلائل الى عدم جواز التصرف في الشريعة الاسلامية"۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ اسلامی شریعت میں تبدیلی ہرگز جائز نہیں۔" (الکواکب ص۲۱۷)

اس اختلاف کے موقعہ پر قرۃ العین پہلے گروہ میں شامل تھی۔ بلکہ ان کی لیڈر تھی۔ اس نے اصرار کیا کہ باب کو صاحبِ شریعتِ جدیدہ ہونا چاہیئے اور ہمیں اسلامی شریعت کو بدل دینا چاہیئے۔ باقی زعماء ڈرتے تھے کہ ایسا کرنے سے عوام بابی بدک جائیں گے۔ آخر ایک دن قرۃ العین نے مجلسِ خاص میں یہ تجویز پیش کی کہ چونکہ مسلمانوں کے ہاں مرتد عورت کی سزا قتل نہیں اسلئے میں عوام بابیوں کی محفل میں دینِ اسلام کے منسوخ ہونے کا اعلان کر دوں گی۔ اگر تو سب نے قبول کر لیا تو بہتر ورنہ احبابِ خاص میں سے ملا محمد علی مجھ سے توبہ کرا کے داخلِ اسلام کر لیں گے۔ بہائی مؤرخ لکھتا ہے کہ اس کی اس تجویز کو بہاء اللہ وغیرہ زعماء نے بہت پسند کیا۔ (فاستحسن الاصحاب هذا المقترح۔ الکواکب ص۲۲۱) اور وہ سب موقعہ کی تلاش میں رہے۔ چنانچہ ایک روز جب بہاء اللہ کو زکام ہوا اور ملا محمد علی نے جھوٹے طور پر بیماری کا بہانہ بنا لیا (الکواکب ص۲۲۱) قرۃ العین نے اپنی سکیم شروع کر دی۔ اس کے بیانات سن کر عوام بابی دنگ رہ گئے۔ عبد البہاء لکھتے ہیں:۔

"جمیع حاضرین پریشان شدند کہ چگونہ نسخ
شرائع شد۔" (تذکرۃ الوفاء صفحہ ۳۰۸)

ان لوگوں نے جا کر ملا محمد علی سے قرۃ العین کی اس بارے میں شکایت کی۔ اس نے باہمی منصوبہ کے مطابق اس وقت چرب لسانی سے لوگوں کو خاموش کر دیا۔ اور قرۃ العین سے مل کر تحقیق کا ارادہ ظاہر کیا۔ بعد ازاں چند مرتبہ ان دونوں کی گفتگو ہوئی۔ مگر اس میں بھی خاص پالیسی کام کر رہی تھی۔ اس حالت کو دیکھ کر مذہبی رنگ کے بابی دل برداشتہ ہو کر

گھروں کو لوٹ گئے۔ (الکواکب صفحہ ۲۲۲)

سوچی ہوئی تجویز کے مطابق آخر کار بہاء اللہ نے اس بحث میں مداخلت کی اور قرۃ العین کی تائید کی۔ اس موقعہ پر بابیوں میں سخت اضطراب پیدا ہو گیا۔ عبد البہاء لکھتے ہیں کہ ابتداءً تو سب ہی برگشتہ ہو گئے تھے۔ پھر کچھ واپس آ گئے۔ (تذکرۃ الوفاء صفحہ ۳۰۸) تب قرار پایا کہ اس بارے میں باب سے جو ان دنوں ماکو کے قلعہ میں قید تھے استصواب کیا جائے۔ بہائی مؤرخ راوی ہے کہ باب نے قرۃ العین وغیرہا کی رائے سے اتفاق کیا اور اس طرح اسلامی شریعت کا منسوخ کرنا واجب ٹھہرایا۔ (الکواکب صفحہ ۲۲۳)

ایک اور بہائی اس واقعہ کا ذکر یوں کرتا ہے کہ:۔

"اس مصیبت کے وقت میں جو کہ
سر بر آوردہ تھے انہوں نے مشورہ
کرکے ایک عام مجلس شوریٰ منعقد کی تاکہ
کوئی فیصلہ کریں۔ اور اس موقعہ پر ایک
بابی میرزا حسین علی نوری جن کو حضرت باب
نے بہاء اللہ کا لقب دیا تھا، خاص طور
پر کامیاب ثابت ہوئے۔ اور ان کی اور
قرۃ العین وغیرہ کی کوششوں سے
یہ قریب قریب فیصلہ ہو گیا کہ نئے
اصولوں پر چلا جاوے لیکن بعض
پرانی راستے پر جمے رہے۔"
(بہاء اللہ کی تعلیمات صفحہ ۱۶)

یہ سارا واقعہ جو بہائی روایات سے ماخوذ ہے، بابیت اور بہائیت کی قلعی کھولنے کے لئے کافی ہے۔ نسخِ شریعتِ محمدیہ کا خیال ایک منتقمانہ کارروائی سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ باب کو خدا نے نہیں کہا کہ اسلامی شریعت منسوخ ہو گئی۔ اس نے خود بھی اس بارے میں کسی الہام کا دعویٰ نہیں کیا۔ یہ تو ساری سازش قرۃ العین اور بہاء اللہ نوری کی ہے۔ جس کی تہ میں مسلمانوں سے انتقام لینے کا جذبہ کام کر رہا تھا۔ کیا ان حالات میں بھی کوئی انصاف پسند انسان بابی یا بہائی تحریک کو خدائی تحریک کہہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

مجھے سنہ ۱۹۳۲ء میں حیفا فلسطین میں بہائیوں کے زعیم جناب شوقی افندی سے ملاقات کا موقعہ ملا میں نے ان سے دریافت کیا کہ وہ کونسی اعلیٰ اور امتیازی تعلیم ہے جو بہائی شریعت میں ہے اور قرآن مجید میں نہیں ہے فرمانے لگے کہ ہمارے ہاں اخوت و برادری کی تعلیم سب سے اعلیٰ ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تعلیم تو بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ قرآن پاک میں موجود ہے۔ قرآنی آیات کو سن کر کہنے لگے کہ یہ درست ہے کہ قرآن مجید نے اخوت و برادری کی تعلیم دی ہے اور سب انسانوں کو بھائی بھائی قرار دیا ہے۔ مگر چونکہ مسلمانوں میں فرقے بن گئے، ان میں لڑائی جھگڑا شروع ہو گیا اسلئے نئی تعلیم کی ضرورت پیش آ گئی۔ میں نے عرض کیا کہ فرقے تو بابیوں اور بہائیوں میں بھی ہو گئے ہیں اور لڑائی جھگڑا تو خود جناب بہاء اللہ کے بیٹوں اور بیٹیوں میں بھی جاری ہے۔ اس پر فرمانے لگے کہ اصل بات یہ ہے کہ مسلمان علماء بعض آیات قرآنی کو منسوخ مانتے تھے مگر ان میں اختلاف تھا بعض علماء کسی آیت کو منسوخ کہتے تھے اور دوسرے دوسری آیت کو۔ ہم نے اس جھگڑے کو ختم کرنے کے لئے ساری شریعتِ اسلامیہ کو منسوخ قرار دیدیا۔

حاضرین کرام! آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کیا بابیوں اور بہائیوں کی سازش اور دل لگی سے اسلامی شریعت منسوخ ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

حضرات! آیئے اب ہم قرآنی آیات سے ثابت کریں کہ قرآن مجید نے کامل محفوظ اور دائمی شریعت ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے۔ یہ آیات اور ان سے استدلال ہم بار بار شائع کر چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

(۱) قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى

اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا

يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ

لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ○ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا

لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ

مَثَلٍ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ○

(بنی اسرائیل : ۸۸-۸۹)

کہ اے پیغمبر! تو اعلان کردے کہ اگر تمام انسان چھوٹے اور بڑے اتفاق کرکے بھی اس قرآن مجید کی مثل لانا چاہیں تو ایک دوسرے کے مددگار ہونے کے باوجود وہ قرآن مجید کی مثل نہیں لاسکتے۔ یقیناً ہم نے اس قرآن میں تمام عمدہ تعلیمات اور قطعی دلائل بیان کردیئے ہیں مگر اکثر لوگ ازراہِ ناشکری انکار کررہے ہیں۔"

اِس آیت میں قرآن پاک کو بے مثل قرار دیا گیا۔ اسے تمام عمدہ تعلیمات پر مشتمل ٹھہرایا گیا اور اس کے بے نظیر دلائل و بیانات کی وجہ سے اسے بے مثل قرار دیا گیا ہے۔ لفظ مَثَلٌ کے معنے لغت کے رُو سے عمدہ تعلیم، اچھی صفت اور زبردست دلیل کے ہوتے ہیں۔ چونکہ جملہ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ قرآن مجید کی بے نظیری کے اثبات میں چیلنج کے بعد ذکر ہوا ہے اسلئے اِس جگہ من کلّ مثل کے یہی معنے ہیں کہ چونکہ قرآن مجید ہر قسم کی اعلیٰ تعلیم پر مشتمل ہے اسلئے سب لوگ مل کر بھی قرآن کی مثل بنانے سے عاجز ہیں۔

آج تک دنیا کے فرزند قرآن مجید کی مثل بنانے سے عاجز ہیں۔ جو اس امر کا کھلا ثبوت ہے کہ قرآن مجید اپنی تعلیمات و ہدایات میں کامل ہے۔ چونکہ یہ چیلنج ساری نسلِ انسانی کو ہے اور ہمیشہ کے لئے ہے، کسی مخصوص زمانے کے لئے نہیں ہے اسلئے اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ قرآن مجید بطور ایک کامل اور بے نظیر شریعت کے دائمی ہے۔

(۲) اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا

بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا

مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا

لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ

وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ

مُّسْلِمُوْنَ ○ (ہود : ۱۴-۱۳)

کیا یہ کافر اس قرآن کریم کو آنحضرتؐ کا افترا قرار دیتے ہیں؟ تو ان سے کہدے کہ تم قرآن کی مانند خود ساختہ دس سورتیں بناکر دکھا دو؟ اس کے لئے اپنے سارے معبودانِ باطلہ سے بھی دعائیں کرلو اور اُن سے مدد حاصل کرلو اگر تم سچے ہو۔ فرمایا کہ اگر یہ منکرین اس چیلنج کو منظور نہ کرسکیں تو یقین جانو کہ قرآن کریم کا نزول علم الٰہی کے مطابق ہے اور وہ خدا واحد لاشریک ہے تم کو مسلمان ہونا چاہیئے۔"

اِس آیت میں بھی قرآن کریم کی بے نظیری کے چیلنج کو دُہرا کر قرآن کریم کو علمِ الٰہی پر مشتمل قرار دیا گیا ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ کے علم کے مطابق یہ کامل شریعت ہے۔ چونکہ قرآن مجید ہمیشہ کے لئے بے نظیر و بے مثل کتاب ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آخر آیت میں فھل انتم مسلمون فرمایا ہے۔ یعنی اب سب کا فرض ہے کہ اسلام کو قبول کرکے مسلمان بن جائیں۔ پس قرآن مجید کا بے مثل اور کامل کتاب ہونا جو تمام ضروریاتِ انسانی پر علمِ الٰہی کے مطابق مشتمل ہے ظاہر و باہر ہے۔

(۳) وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ الْكِتٰبَ

وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ

وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ○ وَاٰتَيْنٰهُمْ

بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا

مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا
بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝
ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰي شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ
فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ
لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ
مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ
بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ
الْمُتَّقِيْنَ ۝ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَ
هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝

(الجاثیہ : ۱۶-۲۰)

ترجمہ: یقیناً ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب، حکمت اور نبوّت دی اور انہیں طیبات بخشے اور انہیں لوگوں پر فضیلت دی۔ ہم نے ان کو بیّناتِ شریعت دیئے۔ مگر علم آنے کے باوجود باہمی عناد کے باعث انہوں نے اختلاف کیا۔ تیرا رب ان کے تمام اختلافات کا قیامت کے دن فیصلہ کریگا۔ بعدازاں ہم نے تجھ کو اے پیغمبر! عظیم الشان شریعت پر قائم کیا ہے۔ پس تو اس قرآنی شریعت کی پیروی کرتا رہ اور بے علم لوگوں کی خواہشات کی اتباع نہ کر۔ وہ لوگ اللہ کے مقابلہ میں تجھے کچھ فائدہ نہ دے سکیں گے۔ یہ ظالم لوگ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اللہ تعالیٰ متقیوں کا دوست و مددگار ہے۔ یہ تعلیمات سب لوگوں کے لئے سامانِ بصیرت ہیں اور اہلِ یقین کے لئے ہدایت و رحمت ہیں۔

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے سلسلۂ اسرائیلیہ کے بعد قرآنی شریعت کے قائم کرنے کا ذکر فرمایا ہے۔ پھر تاکید فرمائی ہے کہ مومن کا فرض ہے کہ ہمیشہ اس کامل شریعت پر عمل کرتا رہے۔ "شریعۃ من الامر" میں تنکیر تفخیمِ شان کے لئے ہے۔ پھر فرمایا کہ کچھ ظالم لوگ دوسروں کو قرآنی شریعت سے برگشتہ کرنے کی کوشش کریں گے لیکن ارشادِ خداوندی کے مطابق مومنوں کا فرض ہے کہ ان جاہل اور بے علم لوگوں کے ہوا و نفس کی پیروی نہ کریں اور بدستور قرآن مجید سے بصیرت، رحمت اور ہدایت حاصل کرتے رہیں۔

(۴) وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰي يَدَيْهِ
يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ
الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ
لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝ لَقَدْ
اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ
جَآءَنِيْ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ
خَذُوْلًا ۝ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ
قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝
وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا
مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا
وَّنَصِيْرًا ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا
نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ
كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَ
رَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ۝ وَلَا يَاْتُوْنَكَ
بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ
تَفْسِيْرًا ۝ (الفرقان : ۲۸-۳۴)

ترجمہ: اس دن (روزِ قیامت) کو یاد کر جب ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹتے ہوئے چلا ئیگا کہ کاش میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی صراطِ مستقیم پر گامزن رہتا۔ افسوس کاش کہ میں فلاں (دشمنِ دین) کو اپنا دوست نہ بناتا۔ اس نے مجھے الذکر (قرآن کریم) سے برگشتہ کر دیا حالانکہ وہ مجھ تک پہنچ چکا تھا۔ شیطان

انسان کو بھنور میں چھوڑ دینے والا ہے۔ اس وقت پیغمبر علیہ السلام عرض کریں گے کہ اے خدا! میری اس قوم نے اس قرآن کو مہجور و متروک کر دیا تھا۔ اسی طرح ہم نے مجرموں میں سے ہر نبی کے دشمن کھڑے کئے ہیں اور تیرا رب ہادی اور نصیر ہونے کے لحاظ سے بہت کافی ہے۔ کافر کہتے ہیں کہ یہ قرآن اس پیغمبر پر اکٹھا کیوں نازل نہیں ہوا، ہر روز اس میں سے نئے نئے معارف کیوں نکالے جاتے ہیں؟ فرمایا۔ یہ اسلئے ہوا ہے تا ہم تیرے دل کو مضبوطی عطا کریں اور ہم نے اس کتاب کو بڑی ترتیب سے نازل کیا ہے چنانچہ جب کبھی بھی لوگ کوئی عمدہ تعلیم پیش کریں گے ہم اس سے بہتر قرآن مجید سے پیش کر دیں گے جو حق اور قرآن کی تفسیر ہوگی۔

اس آیت میں اُن لوگوں کو ظالم قرار دیا گیا ہے جو محمدی راستہ سے برگشتہ ہو رہے ہیں اور دوسروں کو گمراہ کر رہے ہیں۔

پھر بتلایا ہے کہ قیامت کے دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بارگاہِ ایزدی میں شکایت کریں گے کہ کچھ لوگوں نے قرآن مجید کو متروک، مہجور یا منسوخ قرار دیا تھا۔ فرمایا کہ یہ لوگ درحقیقت انبیاءِ سابقین کے ان دشمنوں کی ڈگر پر چل رہے ہیں جو اُن لوگوں نے پہلے اختیار کی تھی۔

اس آیت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآنی شریعت دائمی ہے اسے مہجور قرار دینے والے ظالم اور اعدائے حق ہیں۔

(۵) اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ: ۴)

کہ آج یعنی قرآنی شریعت کے نزول کے ساتھ میں نے تم تمام انسانوں کے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمت کو تم پر مکمل کر دیا ہے اور میں نے تمہارے لئے دین اسلام کو بطور دائمی دین انتخاب کر لیا ہے۔

یہ آیت واضح طور پر بتلا رہی ہے کہ پہلی کتابوں کے نزول کے وقت دین اپنی ساری جزئیات کے لحاظ سے مکمل نہ ہوتا تھا۔ خود تورات و انجیل کے بیانات اس پر شاہد ہیں۔ اب قرآنی شریعت کے نزول کے وقت دین کی تکمیل کی گئی۔ اور اب ابدالآباد تک نسلِ انسانی کے لئے دینِ اسلام کو منتخب کیا گیا ہے۔

اسی کی تائید میں دوسری جگہ فرمایا وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ (آل عمران: ۸۵) کہ اب جو شخص بھی الاسلام کے علاوہ کسی مذہب کو بطور دین اختیار کرے گا تو اس کا یہ عمل مقبول نہ ہوگا۔ اُسے آخرت میں خسارہ پانے والوں میں شامل ہونا پڑے گا۔

اللہ تعالٰے نے سورۂ آل عمران آیت ۱۹ میں اس کی وجہ یہ قرار دی ہے "اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ" کہ اب خدا کے نزدیک مقبول دین صرف اسلام ہے۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں دوسرے ادیان کو اختیار کرنے والا مقبول بارگاہِ ایزدی نہیں ہو سکتا۔

ان آیات سے بھی ظاہر ہے کہ اب دینِ اسلام ہی ہمیشہ کا دین ہے۔ اسے اور اس کی شریعت کو دوام حاصل ہے پس شریعتِ قرآنی دائمی شریعت ہے۔

(۶) اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا

تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ○ وَتَمَّتْ
كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا
مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ
الْعَلِيْمُ ○ (الانعام: ۱۱۵-۱۱۴)

ترجمہ:- کیا اللہ کے سوا میں کسی اور کو حکم مان لوں حالانکہ وہی ہے جس نے تمہاری طرف یہ کتاب تمام تفصیلات پر مشتمل بنا کر نازل کی ہے۔ جن کو ہم نے اس کتاب کا فہم عطا کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ تیرے رب کی طرف سے اٹل قانون کے ساتھ اُتری ہے۔ تُو شک کرنے والوں میں سے مت بن۔ اس کتاب پر صدق وعدل کے لحاظ سے تیرے رب کی شریعت مکمل ہو گئی۔ اس کے کلمات کو کوئی تبدیل کرنے والا نہیں۔ وہ سُننے اور جاننے والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کو انسانی ضروریات کے لئے مفصّل کتاب قرار دیا ہے اور اسے منزل بالحق کہہ کر اٹل ٹھہرایا ہے۔ پھر اسے ہر پہلو سے کامل قرار دیا ہے اور اس میں تبدیل وترمیم کی تمدید فرمادی ہے۔ پس ظاہر ہے کہ اس آیت کے رُو سے بھی قرآن مجید ایک دائمی شریعت ثابت ہوتا ہے۔

(۷) اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ○
وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ○

(ص: ۸۸-۸۷)

یہ قرآن مجید سارے جہانوں کے لئے اور تمام زمانوں کے لئے نصیحت نامہ ہے اور تم اس کی اس عظیم الشان خبر کو عنقریب جان لوگے۔

مکّی زندگی میں کفار یہ بھی ماننے کے لئے تیار نہ تھے۔ کہ قرآن مجید مکّہ والوں میں بھی مقبول ہوگا۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ قرآن تو ساری دنیا اور ساری قوموں کے لئے اور رہتی دنیا تک ذکر ثابت ہوگا۔ فرمایا تم ابھی اس صداقت کا اقرار کرنے کے لئے تیار نہ ہوگے مگر جب ہر زمانہ میں تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا کے مطابق قرآن مجید کے پھل دیکھوگے تو تمہیں اعتراف کرنا پڑے گا کہ واقعی قرآن کریم "ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ" ہے۔ صدق اللہ العظیم۔

(۸) اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ
لَحٰفِظُوْنَ ○ (الحجر ع۱)

ترجمہ:- ہم نے ہی اس الذکر یعنی قرآن مجید کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اس آیت میں قرآن کریم کو الذکر یعنی انسانوں کے لئے موجب عزت وشرف اور نصیحت نامہ قرار دیکر اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر قرآن مجید دائمی شریعت نہ ہوتا تو اللہ تعالےٰ "اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ" نہ فرماتا۔ یہ جملہ اسمیہ دوام اور ثبات پر واضح طور پہ دال ہے۔

اب غور کرنے والے دل غور کریں کہ یہ کیا بات ہے کہ اللہ تعالےٰ نے قرآنِ پاک کی غیر معمولی حفاظت کی ہے۔ اس نے لاکھوں حُفّاظ کے سینوں میں اس کتاب کو محفوظ کر دیا اور اس کے معانی کی حفاظت کے لئے اس نے امّتِ محمدیہ میں مجدّدین کا مستقل سلسلہ جاری کر دیا۔ کیا خدا تعالیٰ کی یہ قولی اور فعلی شہادت اس بات کو کھلے طور پر ثابت نہیں کر رہی کہ فی الواقع قرآن کریم مکمّل اور دائمی شریعت ہے۔ اسی لئے فرمایا گیا۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ اور اسی لئے اس کی غیر معمولی حفاظت کی گئی۔

(۹) مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ
تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ

تَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّ
رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○
(یوسف : ۱۱۱)

ترجمہ:- یہ قرآن مجید کوئی خود ساختہ کتاب نہیں بلکہ یہ پہلی تمام کتابوں کا مصدق ہے اور اس میں ہر قسم کی تفصیل موجود ہے۔ اس میں اہل ایمان کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

اس آیت میں قرآن مجید کو جامع، کامل اور انسانوں کی سب ضرورتوں کو پورا کرنے والی شریعت قرار دیا گیا ہے جو اس کے دائمی شریعت ہونے پر واضح شہادت ہے۔

(۱۰) وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ۔ (المائدہ: ۴۹)

ترجمہ:- ہم نے قائم رہنے والی تعلیم پر مشتمل کتاب تجھ پر نازل کی ہے، اس حال میں کہ وہ کتاب کتب سابقہ کی مصدق ہے اور اس پر نگران ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کو باقی کتابوں کے لئے مہیمن قرار دیا ہے۔ مہیمن اللہ تعالیٰ کی بھی صفت ہے جس کے معنے نگران اور محافظ کے ہیں۔ قرآن کے سوا اور کسی کتاب کا نام مہیمن نہیں رکھا گیا۔

جب قرآن مجید باقی جملہ کتابوں کا مہیمن قرار پایا تو اس کے محفوظ اور دائمی شریعت ہونے میں کیا کلام ہو سکتا ہے؟

(۱۱) وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ○ (النحل: ۹۰)

ترجمہ:- ہم نے تجھ پر یہ شریعت ہر ضروری حکم کو بیان کرنے کے لئے اور ہدایت و رحمت نیز مسلمانوں کے لئے بشارت بنا کر نازل کی ہے۔

جب قرآن کریم تمام انسانی ضروریات کو بیان کرنے والا ہے تو وہ جامع قانون اور مکمل شریعت قرار پائے گا اور یہی اس کے دائمی شریعت ہونے پر ایک واضح دلیل ہے کہ اس نے کوئی قابل ذکر چیز ترک نہیں کی۔ اب اگر نئی شریعت آئے گی تو بتایا جائے کہ وہ کیا بیان کرے گی؟

(۱۲) وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ○ (الکہف: ۵۵)

ترجمہ:- ہم نے اس قرآن میں تمام لوگوں کے لئے ہر ضروری تعلیم بوضاحت بیان کر دی ہے لیکن بعض انسان بہت جھگڑتے ہیں۔"

یہ آیت بتا رہی ہے کہ قرآن کریم کی جامعیت اور اس کی تعلیم پر محض کم فہم انسان ہی جدال اختیار کریں گے۔ ورنہ خدا ترس لوگ تو اس کی بہترین تعلیم کی وجہ سے اس پر فدا ہوں گے اور کہیں گے ؎

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

(۱۳) وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ○
(الزمر: ۲۴-۲۵)

ترجمہ:- ہم نے اس قرآن میں ہر قسم کی عمدہ تعلیم اور سب دلائل بیان کر دیئے ہیں تا لوگ نصیحت حاصل کریں۔ ہم نے اس قرآن کو فصیح زبان والا اور ایسا بنایا ہے کہ اس میں کسی قسم کی کوئی کجی نہیں ہے تا کہ لوگ

تقویٰ حاصل کریں"۔

اس آیت کریمہ میں چیلنج کیا گیا ہے کہ قرآن کریم میں کوئی کجی اور ٹیڑھا پن نہیں۔ وہ کامل تعلیم پر مشتمل اور ہر قسم کی لفظی و معنوی خوبی پر حاوی ہے۔ اسلئے تقویٰ کا تقاضا یہی ہے کہ قرآن مجید کو کامل اور دائمی شریعت تسلیم کیا جائے۔

(۱۴) اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ
لَمَّا جَآءَهُمْ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ
عَزِيْزٌ ۝ لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ
مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ
تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۝
(فصلت : ۴۱-۴۲)

ترجمہ :- جن لوگوں نے اِس ذِکر کا انکار کر دیا جب وہ ان کے پاس آیا (وہ سخت گمراہی میں ہیں) یقیناً قرآن وہ غالب کتاب ہے کہ باطل اس میں نہ آگے سے اور نہ پیچھے سے راہ پا سکتا ہے۔ وہ حکیم و حمید (خدا) کا نازل کردہ کلام ہے"۔

عربی زبان میں عزیز غالب کو کہتے ہیں جسے کوئی مغلوب نہ کر سکے۔ العزّة : حالة مانعة للانسان من ان يغلب (المفردات) پس قرآن کریم کو جب عزیز کہا گیا اور دوسری کسی کتاب کے لئے یہ لفظ نہیں آیا تو ماننا پڑے گا کہ قرآن کریم کسی باطل کے سامنے مغلوب نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی اسے منسوخ ٹھہرایا جا سکتا ہے۔

(۱۵) اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝ وَّمَا هُوَ
بِالْهَزْلِ ۝ (الطارق : ۱۳-۱۴)

ترجمہ :- یہ نہ منسوخ ہونے والا کلام ہے۔ اس میں کسی قسم کی غیر سنجیدگی یا بے اصولی نہیں"۔

عربی لغت میں لکھا ہے :- اَمْرٌ فَصْلٌ : ای لا رجعة فيه ولا مردّ" کہ جو قطعی اور اٹل بات ہوتی ہے اسے فصل کہتے ہیں۔

قرآن مجید کو فصل کہنے کے معنے یہ ہیں کہ یہ قائم رہنے والی کتاب ہے۔

(۱۶) اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ
هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ
الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ
لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا۔ (بنی اسرائیل : ۹)

ترجمہ :- یقیناً یہ قرآن اُن طریقوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور وہ تعلیمات پیش کرتا ہے جو ہر زمانہ میں صحیح اور قائم رہنے والی ہیں۔ اور وہ نیک اعمال بجا لانے والوں کو بشارت دیتا ہے کہ ان کو بڑا اجر ملے گا"۔

اِس آیت میں لفظ اَقْوَمُ، قَامَ یَقُوْمُ سے اسم تفضیل ہے۔ جس کے معنے دائمی اور ثابت رہنے والے کے ہوتے ہیں۔ قام على الامر : دام و ثبت (اقرب الموارد) قام عندهم الحقّ : ثبت ولم يبرح ومنه قولهم اقام بالمكان، هو بمعنى الثبات (لسان العرب) زمخشری کہتے ہیں :- قام على الأمر : دام و ثبت، ما لفلان قيمة : ثبات ودوام على الامر (اساس البلاغة) پس قرآن مجید کی تعلیمات کو اَقْوَمُ کہنے سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن کریم دائمی شریعت ہے۔

(۱۷) وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتٰبِ
رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَلَنْ
تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝
(الکھف : ۲۷)

ترجمہ :- تُو اپنے رب کی اِس کتاب کی تلاوت

کیا کہ جو تجھ پر وحی ہوئی ہے۔ اس کے کلمات (احکام) کو کوئی تبدیل کرنے والا نہیں اور تجھے اس کے سوا کوئی جائے پناہ نہ ملے گی۔

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہی حکم دیا ہے کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کریں، اس پر عمل پیرا ہوں اور یہ یقین رکھیں کہ یہ کتاب ناقابلِ تنسیخ ہے۔ یہ دائمی شریعت ہے اور آخر کار نسلِ انسانی کو دنیا کے امن و امان اور روحانیت کی تلاش کے لئے اسی کتاب کی آغوش میں پناہ لینی پڑے گی۔ اور خدا سے قرآن ہی ان کا ملجأ و ماویٰ ہوگا۔

(۱۸) جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

(المائدہ ۹۷)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو لوگوں کیلئے عزت والا گھر اور ہمیشہ قائم رہنے والا قبلہ بنایا ہے۔ ایسا ہی اس نے عزت والے مہینے، قربانیاں اور ان کے گلے کے ہار ہمیشہ کے لئے جاری کر دیئے ہیں تا تم کو معلوم ہوتا رہے کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کی سب باتوں کو خوب جانتا ہے اور کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:۔

"وقوله جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ: اي قواماً لهم يقوم به معاشهم ومعادهم قال الاصم قائمًا لا ينسخ" (المفردات راغب)

پس جب کعبۃ اللہ کا قبلہ ہونا ناقابلِ نسخ ہے تو قرآن مجید کا غیر منسوخ اور دائمی شریعت ہونا بھی اظہر من الشمس ہے۔

(۱۹) اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ (توبہ: ۳۶)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ کی طرف سے شریعت میں مہینوں کا شمار بارہ (۱۲) مہینے مقرر ہے جب سے کہ اس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے۔ ان میں سے چار (۴) حرمت والے مہینے ہیں۔ یہ ہمیشہ قائم رہنے والا قانون ہے۔

لسان العرب میں لکھا ہے۔ "القَيِّمُ: المستقيم الذي لا زيغ فيه ولا ميل عن الحق" گویا قیم کے معنے درست اور ہر کجی سے پاک کے ہیں۔ کلیات ابی البقاء میں ہے:۔ "وقيمًا ابلغ من القائم والمستقيم باعتبار الزنة"

پس بارہ (۱۲) مہینوں کے متعلق قرآنی قانون دائمی ہے اور ہر قسم کی کجی اور ٹیڑھے پن سے پاک ہے۔

(۲۰) رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝

(البینہ: ۳-۲)

ترجمہ:- یہ اس کا رسول ہے جو پاکیزہ صحیفے (قرآن مجید) پڑھ کر سنا رہا ہے۔ ان صحیفوں میں تمام وہ کتابیں اور احکام موجود ہیں جو ہمیشہ قائم رہنے والے ہیں"

امام راغب اپنی لغت میں لکھتے ہیں:۔ "يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ فقد اشار بقوله صُحُفًا

مُّطَهَّرَةً الى القرآن وبقوله كُتُبٌ قَيِّمَةٌ الى مافيه من معانى كتب الله فان القرآن مجمع ثمرة كتب الله تعالى المتقدمة۔" (المفردات)

گویا قرآن مجید کتب سابقہ کی تمام صداقتوں پر مشتمل ہے جو باقی رہنے والی ہیں۔ قرآن مجید کی یہ شان اس کے دائمی شریعت ہونے پر دلیل قاطع ہے۔

(۲۱) الف :۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ
عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ
يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ؕ قَيِّمًا
لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ
لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ
الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ
اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۙ
مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۙ (الکہف: ۲-۱)

ب :۔ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ
مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِىَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ
لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ۝
(الروم: ۴۴)

ترجمہ :۔ الف ۔ سب تعریف اللہ کا حق ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب (قرآن مجید) نازل کی ہے اور اس کتاب میں کسی قسم کی کجی نہیں رہنے دی ۔ اس کتاب کو ہمیشہ رہنے والی اور کبھی منسوخ نہ ہونیوالی کتاب بنایا تا وہ اس شدید جنگ اور عذاب سے ڈرائے جو اللہ کی طرف سے آنیوالا ہے۔ اور ان مومنوں کو بشارت دے جو نیک اعمال بجالاتے ہیں کہ ان کے لئے بہترین اجر مقدر ہے۔

ب ۔ تو اپنی ساری توجہ اس نہ منسوخ ہونیوالے دین کے لئے صرف کر اس سے پیشتر کہ اللہ کی طرف سے وہ عذاب کا دن آجائے جو رد نہ کیا جا سکے گا ۔ اور لوگ اس روز پراگندہ ہوں گے۔"

معزز سامعین ! قرآن کریم کی ان بیّن سے زیادہ آیات سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہے کہ قرآن مجید کا دعویٰ ہے کہ وہ کامل کتاب ہے، وہ ہمیشہ کے لئے محفوظ کتاب ہے، اس میں تمام انسانی ضروریات کا علاج بیان کر دیا گیا ہے وہ رہتی دنیا تک انسانوں کے روحانی ، تمدنی ، اخلاقی اور اقتصادی مطالبات کو پورا کرنے والا ہے۔

پس ثابت ہے کہ قرآن کریم ایک دائمی شریعت ہے۔ اب قرآن کریم کے دائمی شریعت ہونے پر منکرِ اسلام تو اعتراض کر سکتا ہے کیونکہ وہ قرآن کریم کو نہیں مانتا مگر تعجب ہے کہ بہائی قرآنِ پاک کو کلام خداوندی ماننے کے بعد اس کے دعوے پر اعتراض کر رہے ہیں۔

معزز حضرات ! آپ نے ملاحظہ فرما لیا کہ قرآن مجید کے بارے میں کتب سابقہ تورات و انجیل میں جو پیشگوئیاں ہیں ان میں بھی اسے دائمی شریعت قرار دیا گیا ہے ۔ پھر آپ نے ملاحظہ فرما لیا کہ قرآن مجید کی آیات صریحہ میں اسکے کامل، محفوظ، جامع اور دائمی شریعت ہونے کا واضح اور کھلے طور پر اعلان کیا گیا ہے ۔ قرآن مجید چونکہ ساری دنیا کیلئے ہے اور اس کارخانۂ عالم کے آخری روز تک کیلئے شریعت ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی زمین اور اس کے آسمانی اجرام کے ذریعہ ساری نسلِ انسانی کی خوراک مہیا ہو رہی ہے انسانی نسل کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ ذرائع پیداوار میں بھی اضافہ و ترقی ہو رہی ہے نئی نئی ایجادات ہو رہی ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی کامل کتاب میں سے بھی اس کے فضل سے ہر زمانہ کی ضروریات کے مطابق احکام و ہدایات نکل رہے ہیں اور یہ خود قرآن مجید کے دائمی شریعت ہونے کا ایک قطعی ثبوت ہے ۔

حاضرین ! آیاتِ قرآنیہ، سابقہ پیشگوئیوں اور خود

بہائی لیڈروں کے اقوال کے مطابق قرآن مجید کا دائمی اور کامل شریعت ہونا اظہر من الشمس ہے۔ مقامِ تعجب ہے کہ اہلِ بہاء لوگوں کے کان میں یہ تو کہتے پھرتے ہیں کہ قرآنی شریعت منسوخ ہوگئی ہے لیکن انکو یہ جرأت نہیں ہوتی کہ وہ اس شریعت کو طبع کرواکر دنیا کے لوگوں کے سامنے پیش کرسکیں۔ تاکہ اندازہ ہوسکے کہ قرآن پاک کو چھڑواکر بہائی لوگ مسلمانوں کو کونسی چیز دینا چاہتے ہیں۔ جناب عبد البہاء نے بہائیوں کو حکم دے رکھا ہے کہ بہائی شریعت کو ہرگز طبع نہ کرایا جائے۔ ان کا یہ حکم فرج اللہ الکردی بہائی نے شائع کردیا ہے۔ (جواب نامہ جمعیت لاہای ص۳۷ مطبوعہ مصر ۱۳۴۵ھ)

یہ بات انتہائی حیرت کا موجب ہے کہ آج جبکہ دنیا میں نئے نئے علوم و انکشافات کے باعث قرآنی حقائق اور اسلامی صداقتوں کو تسلیم کیا جارہا ہے جس کا اعتراف خود عبد البہاء افندی نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ پہلے فلاسفہ اور ہیئت دان زمین کو ساکن مانتے تھے، مگر قرآن مجید نے زمین کو متحرک قرار دیا تھا۔ اب ہزار سال کی تحقیق و تجسس کے بعد نئے علماء کو یہ تسلیم کرنا پڑا کہ قرآن مجید کا بیان ہی درست ہے۔ اسی سلسلہ میں عبد البہاء افندی کے ذیل کے الفاظ خاص توجہ سے پڑھنے اور سننے کے قابل ہیں کہتے ہیں:-

"اما بعد از ہزار سال تحقیق و تدقیق ریاضیون اخیر واضح و مشہود شد کہ صریح قرآن مطابق واقع، و قواعد بطلیموس کہ نتیجہ افکار ہزاران ریاضی و فلاسفۂ یونان و رومان و ایران بود باطل۔" (خطابات عبد البہاء ص۵۶)

ان حقائق کے باوجود اگر بہائی لوگ قرآن پاک کو منسوخ قرار دیں تو اسے بہت بڑی گمراہی اور ضلالت کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے؟

بالآخر میں بہاء اللہ اور عبد البہاء کے عمل کے دو واقعات بیان کرکے اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔

(۱) بہائیوں کے ہاں سُود لینا جائز ہے اور وہ اسے بڑے فخر سے پیش کیا کرتے ہیں لیکن دیکھئے جناب بہاء اللہ بادشاہ کے نام عکا سے لکھتے ہیں۔ ان کے الفاظ کا ترجمہ بہائی مبلغ محفوظ الحق صاحب علمی کا کیا ہوا ہے۔ بادشاہ سے کہتے ہیں:-

"کیا تم نے وہ حکم نہیں سُنا جو شاندار روشن کتاب میں نازل ہوا ہے۔ جب کوئی فاسق تمہارے پاس کچھ خبر لیکر آئے تو ہوشیاری سے کام لو۔ پھر کیوں تم نے حکم خدا کو پس پشت ڈال دیا اور مفسدوں کی راہ پر کیوں چلے؟ ہم نے سُنا ہے کہ ان افترا پردازوں میں ایک نے یہ بھی کہا کہ یہ بندہ عراق میں سود کھاتا تھا اور اپنے لئے مال و دولت جمع کرتا تھا۔ ان سے کہدے کہ تمہیں کیا ہوگیا ہے جن بارے میں تمہیں ذرہ علم نہیں کیسے حکم لگاتے ہو؟ اور بندگانِ خدا پر بہتان باندھتے ہو اور شیطانوں کے سے گمان کرتے ہو۔ بھلا یہ کیسے ہوسکتا تھا حالانکہ خدا نے اس مقدس و محفوظ کتاب میں سُود کو منع کیا ہے جو محمد رسول اللہ خاتم النبیین پر نازل فرمائی ہے اور جسے اپنی حجت باقیہ اور لوگوں کیلئے ہدایت فہمائش بنایا ہے اور مسئلہ سُود ان مسائل میں سے ہے جن میں ہم نے علماء ایران سے مخالفت کی ہے اور حکم کتاب کے مطابق ہم نے لوگوں کو سُود سے روکا۔" (سورۃ الملوک ص۱۵-۱۶)

(۲) عبد البہاء زعیم بہائیت نے اپنی وفات سے تین دن پہلے حیفا (فلسطین) کی جامع مسجد میں جاکر نماز جمعہ ادا کی ہے حالانکہ بہائیوں کے ہاں نماز باجماعت منسوخ ہے اور جمعہ کا سوال ہی نہ تھا۔ صاف لکھا ہے:-

"ففی یوم الجمعۃ ۲۵ نوفمبر سنۃ ۱۹۲۱ شہد* صلوٰۃ الجمعۃ فی مسجد حیفا۔" (رسالہ عصر جدید عربی ص۱۰) ان واقعات سے ظاہر ہے کہ بہائی لوگ جس طرح اپنی شریعت کو چھپاتے ہیں اسی طرح عملی زندگی میں بھی شریعت کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

سورۂ آل عمران ع ۲

البیان

قرآن مجید کا سلیس اردو ترجمہ مختصر اور مفید تفسیری حواشی کے ساتھ

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ
أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ
شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمْ وَقُودُ النَّارِ ۝
كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ
كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ
وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ قُلْ لِلَّذِينَ
كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ
جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ قَدْ كَانَ لَكُمْ
آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۖ فِئَةٌ تُقَاتِلُ

یقیناً ان لوگوں کو جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے ان کے اموال اور ان کی اولادیں اللہ کے مقابلہ میں کچھ فائدہ نہ دے سکیں گے۔ یہ لوگ جہنم کا ایندھن ہوں گے ○ بالکل فرعونیوں اور ان سے پہلے کے منکرین کے طریق کے مطابق۔ انہوں نے بھی ہماری آیات کی تکذیب کی تھی تب اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کے باعث ان پر گرفت کی تھی۔ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔ تم کافروں کو کھول کر کہہ دو کہ تم عنقریب (دنیا میں) مغلوب کئے جاؤ گے اور پھر (اگلے جہان میں) جہنم میں اکٹھے کئے جاؤ گے جہنم نہایت بُرا ٹھکانہ ہے ○ تمہارے سامنے ان دو گروہوں میں ایک عظیم الشان نشان ظاہر ہو چکا ہے جنکی حال ہی میں مٹھ بھیڑ ہوئی تھی۔

تفسیر:- انبیاء کے منکرین اپنے اموال اور اپنے جتھوں پر نازاں ہوتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کے طفیل نبی کو مغلوب کر لیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ آج تک کی تاریخ گواہ ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوا۔ مستقبل بتا دے گا کہ اب بھی منکرین ناکام و نامراد رہیں گے اور نبی کامیاب ہوں گے۔

فرعون اور اس کے لشکروں کا حال سب کو معلوم ہے وہ ایک کمزور بندۂ ربانی موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ پر آنے کے باعث کس طرح غرق ہو گئے۔ ان سے پہلے مکذبین کا بھی یہی انجام ہوا وہ اپنی بداعمالیوں کے باعث تباہ و برباد ہوئے۔

اس تاریخی شہادت کی روشنی میں پیغمبر علیہ السلام کے مکذبین کو چیلنج دیا گیا ہے کہ وہ سارا زور لگالیں مگر آخر کار وہ دنیا میں مغلوب ہوں گے اور مومنوں کی جماعت غالب ہوگی۔ انکی دنیا کی یہ ناکامی اس بات کی واضح دلیل ہے

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ
مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ
بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ○ زُيِّنَ
لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ
وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ
مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ
الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ
ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج
وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ○
قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ
لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ
جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

ان میں سے ایک گروہ تو خدا کی راہ میں جنگ کر رہا ہے اور دوسرا فریق کافروں کا گروہ ہے۔ وہ آنکھ کی نظر سے مومنوں کو ان سے دگنی دیکھتے تھے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی نصرت سے مؤید فرماتا ہے۔ اس واقعہ میں یقیناً ان لوگوں کے لئے عبرت ہے جو آنکھیں رکھتے ہیں ○ انسانوں کو اپنی بیویوں بیٹوں، ڈھیروں ڈھیر سونے، چاندی، عمدہ نشان کردہ گھوڑوں، چوپایوں اور سرسبز کھیتوں سے محبت کرنا اور ان کی خواہش رکھنا پسندیدہ اور مرغوب ہے۔ یہ سب تو اس ورلی زندگی کے سامان ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پاس اچھا ٹھکانہ ہے ○ ان سے پوچھو کہ کیا میں تمہیں اس بہت اچھے انجام اور عمدہ ٹھکانہ سے بھی آگاہ کردوں جو متقی لوگوں کے لئے اپنے رب کے حضور مقرر ہے۔ یعنی باغات اپنی جاری نہروں سمیت جن میں متقی دائمی طور پر آباد ہوں گے۔ نیز پاکیزہ بیویاں اور خدا کی خوشنودی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوب جاننے والا ہے ○ یہ لوگ

کہ آخرت میں وہ لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے۔

فرمایا کہ یہاں تک ہمارے نبی علیہ السلام کے مقابلہ میں کفار کے دنیا میں مغلوب ہونے کا سوال ہے اس کی بنیاد رکھ دی گئی ہے اور مسلمانوں کے غلبہ کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ جنگ بدر وہ پہلا معرکہ ہے جس میں اہل حق کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ بے سروسامانی اور قلت تعداد کے باوجود وہ غالب آئے کیونکہ ان کی جنگ محض اللہ تعالیٰ کی خاطر تھی۔ ان کا رعب ان کے دشمنوں پر اس طرح غالب آ گیا کہ انہیں مسلمان اپنی اصل تعداد سے یا خود کفار کی تعداد سے دوچند نظر آتے تھے۔ دراصل یہ تائید الٰہی کا ایک غیر معمولی واقعہ تھا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب نبیوں کا غلبہ ہمیشہ ہوتا آیا ہے تو آج کے مکذبین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کیوں نہیں لے آتے؟ جواب دیا کہ دنیوی مال ومنال کی محبت صداقت کے ماننے میں روک بن جاتی ہے اور اس مادی زندگی کے آرام کی خاطر بہت سے لوگ حق کو قبول کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور قرب و درجات کو ترجیح دیتے

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ
وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ
بِالْعِبَادِ ۝ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ
رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا
ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝
اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ
وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ
بِالْاَسْحَارِ ۝ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَ
اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝
اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۟
وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

ہمیشہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لا چکے ہیں تو ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ رکھ ۝ (اللہ فرماتا ہے) میں ان صبر کرنے والے، راستبازی اختیار کرنے والے، صدقِ دلی سے اطاعت کرنے والے، اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے والے اور سحری کے اوقات میں استغفار کرنے والے لوگوں کی خاص تعریف کرتا ہوں ۝ اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور اہلِ علم نے اپنی فعلی اور قولی شہادت سے ثابت کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کے سوا کون و مکان میں کوئی متصرف نہیں وہی انصاف کو قائم کئے ہوئے ہے۔ وہ غالب اور حکمت والا اور یگانہ معبود ہے ۝ اللہ کے نزدیک قابلِ قبول اور پسندیدہ دین صرف اسلام (اطاعتِ خداوندی) ہے۔ اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) نے محض باہمی عداو

ہیں وہ ایمان لاتے ہیں اور جو مادی دنیا کے فوائد پر مکھیوں کی طرح گرتے ہیں وہ ایمان سے انحراف اختیار کرتے ہیں۔

اعلان فرمایا کہ دنیا کا ساز و سامان عارضی بھی ہے اور محدود بھی۔ اس کی خاطر آخرت سے منہ موڑنے والے بڑے خسارہ میں ہیں۔ تقویٰ شعار لوگوں کو دائمی باغات نصیب ہوں گے۔ بہترین ساتھی ملیں گے۔ نیک مردوں کو نیک بیویاں اور نیک بیویوں کو نیک مرد۔ لفظ ازواج کا دونوں پر اطلاق ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ متقیوں کے لئے سب سے بڑا انعام خدا تعالیٰ کی خوشنودی ہے۔ ان عظیم انعامات کا کفار اپنے عارضی آرام سے ذرا مقابلہ کریں تو انہیں معلوم ہو جائیگا کہ انہوں نے نہایت گھاٹے کا سودا کیا ہے۔

یاد رہے کہ یہ دائمی نعمتیں محض منہ سے دعویٰ ایمان کرنے والوں کے لئے نہیں ہیں بلکہ باعمل صالحین کے لئے ہیں جن کا شیوہ یہ ہے کہ وہ روز و شب عبادت اور دعا میں مشغول رہتے ہیں۔ صبر، صدق، اطاعت، انفاق فی سبیل اللہ اور سحری کے اوقات میں استغفار ان کا وطیرہ ہوتا ہے۔ یہ خدا کے مقبول بندے ہیں اور اس کے حضور انعام پانے والے۔

إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ
بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۚ وَمَنْ يَّكْفُرْ
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝
فَإِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ
وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۚ وَقُلْ
لِّلَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْأُمِّيّٖنَ
ءَأَسْلَمْتُمْ ۚ فَإِنْ أَسْلَمُوْا فَقَدِ
اهْتَدَوْا ۚ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا
عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ۚ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ
بِالْعِبَادِ ۝ ع ۲ / ۱۰

اور سرکشی کی راہ سے اس وقت اختلاف کیا جب اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان کے پاس علم آچکا تھا - جو شخص اللہ تعالےٰ کی آیات کا انکار کرے گا تو اللہ تعالےٰ اس سے جلد حساب لینے والا ہے ۝ اے پیغمبر! اگر یہ لوگ تجھ سے بے جا جھگڑتے ہیں تو انہیں کہہ دے کہ میں نے اور میرے متبعین نے تو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا ہے اور ہم نے اس کی اطاعت کو اپنا شعار بنا لیا ہے - پھر ان اہل کتاب اور عرب کے اَن پڑھ اُمیوں سے دریافت کرو کہ کیا تم بھی ایسا اسلام لاتے ہو؟ اگر وہ اسلام لے آئیں تو وہ ہدایت پا گئے - ورنہ اگر انہوں نے مُنہ پھیر لیا تو تیرے ذمہ صرف پیغام پہنچانا ہے - اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حالات کو خوب جاننے والا ہے ؀

توحید الٰہی پر خدا کا فعل اور اس کا قول بھی گواہ ہے - ملائکہ کی نیک تحریکات بھی توحید ثابت کرنے کا ذریعہ ہیں اور اہل علم کے جملہ علوم بھی جلد یا بدیر انہیں توحید کا اقرار کرنے پر مجبور کریں گے - یہ کائنات اور اس میں ہر چیز کا موزوں اور مناسب ہونا خود لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ کی دلیل ہے -

جملہ انبیاء اپنے متبعین کو اطاعت اور فرمانبرداری کا سبق دیتے آئے ہیں - اہل کتاب کا یہ رویّہ نہایت ظالمانہ ہے کہ الٰہی ہدایت اور آسمانی علم کے آجانے کے باوجود باہمی دشمنی کے نتیجہ میں برسرپیکار رہے اور انکار پر کمربستہ ہو گئے - گویا یہود و نصاریٰ نے اپنے نبیوں کی بھی نافرمانی کی ہے اسلئے آج اگر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کر رہے ہیں تو کیا تعجب ہے؟ مگر ظاہر ہے کہ یہ رویّہ یقیناً قابلِ گرفت ہے اور اس کی ان لوگوں کو ضرور سزا ملے گی -

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ جھگڑا اور بے جا ضد راستبازوں کا طریق نہیں - کافر لوگ اگر ایسا کرتے ہیں تو کرتے رہیں تُو اور تیرے متبعین تو اطاعتِ الٰہی کو اپنا شعار اختیار کئے رہیں - ہاں آپ ان لوگوں کو بھی حکم خداوندی کی اطاعت کی طرف توجہ دلاتے رہیں - اگر یہ مان لیں تو ان کا بھلا ہو گا اور اگر مُنہ پھیر لیں اور تمہاری بات نہ مانیں تو بہرحال تم تو اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاؤ گے - ہاں وہ لوگ اللہ تعالےٰ کی شدید گرفت کے مستحق قرار پائیں گے - وَاللّٰہُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ؀

احادیث نبویہ
(الادب المفرد سے)

پیارے نبیؐ کی پیاری باتیں

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا مَاتَ الْعَبْدُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ صَدَقَةٍ جَارِیَةٍ اَوْ عِلْمٍ یُّنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْ لَهٗ۔

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے اعمال ختم ہو جاتے ہیں۔ ان میں ۳ اشخاص ایسے ہیں کہ ان کے اعمال جاری رہتے ہیں۔ اوّل وہ شخص جس نے کوئی صدقہ جاریہ کیا ہو۔ دوم وہ شخص جس نے ایسا علم پڑھایا ہو کہ اس کے مرنے کے بعد بھی لوگ اس سے فائدہ حاصل کرتے رہتے ہیں۔ سوم وہ شخص جس کے پیچھے نیک اولاد ہو جو اس کے لئے دعائیں کرتی ہو۔

تشریح:- اس حدیث میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کی ترغیب دی ہے کہ انسان کو ایسے نیک اعمال کرنے چاہئیں کہ اس کے مرنے کے بعد بھی اس کو ان کا ثواب ملتا رہے۔ صدقہ جاریہ سے مراد ہر وہ پائیدار نیک کام ہے جس سے دوسرے لوگوں کو فائدہ پہنچے۔ مثلاً مسجد بنوادی جائے، جس میں لوگ نمازیں پڑھتے ہیں۔ کنواں بنوا دیا جائے جس سے لوگ پانی پیتے رہیں یا مدرسہ تعمیر کرا دیا جائے جس میں نئی نسلیں تعلیم حاصل کرتی رہیں۔ غرض جملہ ایسے نیک کام جو رفاہِ عامہ کے لئے ہوں وہ صدقہ جاریہ میں شامل ہیں۔ نافع علم بھی انسان کے ثواب کو دائمی بنا دیتا ہے۔ کیونکہ جب تک اس سے سیکھنے والے اس علم کے مطابق نیک کام کرتے رہیں گے اس سکھانے والے کو بھی ثواب ملتا رہے گا۔ نیک اولاد اپنے ماں باپ کی نیک نامی کے علاوہ ان کے ثواب کو بھی ہمیشہ کے لئے جاری رکھنے کا موجب بن جاتی ہے۔ کیونکہ وہ دوسروں کے لئے نیک نمونہ کے علاوہ اپنے ماں باپ کے لئے دعائیں بھی کرتی ہے۔ اس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد کی نیک تربیت کرنے کی طرف بھی خاص توجہ دلائی ہے۔

(۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّیْ تُوُفِّیَتْ وَلَمْ تُوْصِ اَفَیَنْفَعُهَا اَنْ اَتَصَدَّقَ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ۔

ترجمہ:- حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے رسولِ خدا! میری والدہ اچانک فوت ہوگئی ہیں۔ انہیں وصیت

کرنے کا موقعہ نہیں ملا۔ کیا اگر میں انکی طرف سے صدقہ کر دوں تو اس کا انہیں فائدہ ہوگا؟ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ضرور فائدہ ہوگا۔

تشریح:۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ میت کو اسکے پسماندگان کی طرف سے کیا گیا صدقہ نفع پہنچاتا ہے۔ اموال میں خاندان کے افراد کی گونہ شراکت ہوتی ہے۔ جن لوگوں کو اس صدقہ سے فائدہ ہوتا ہے وہ دعائیں کرتے ہیں اور ان دعاؤں کی وجہ سے مرنے والے کو بھی اجر حاصل ہوتا ہے۔

(۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرَّ أَعْرَابِيٌّ فِي سَفَرٍ فَكَانَ أَبُو الْأَعْرَابِيِّ صَدِيقًا لِعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ لِلْأَعْرَابِيِّ أَلَسْتَ ابْنَ فُلَانٍ قَالَ بَلٰى فَأَمَرَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ بِحِمَارٍ كَانَ يَسْتَعْقِبُ وَنَزَعَ عِمَامَتَهُ عَنْ رَأْسِهِ فَأَعْطَاهُ فَقَالَ بَعْضُ مَنْ مَعَهُ أَمَا يَكْفِيهِ دِرْهَمَانِ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْفَظْ وُدَّ أَبِيكَ لَا تَقْطَعْهُ فَيُطْفِئَ اللّٰهُ نُورَكَ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے ایک دیہاتی گزرا۔ اس دیہاتی کا باپ حضرت عمرؓ کا دوست تھا۔ حضرت ابن عمرؓ نے اس دیہاتی سے پوچھا کیا تم فلاں شخص کے بیٹے نہیں ہو؟ اس نے کہا کہ ہاں وہی ہوں۔ حضرت ابن عمرؓ نے اسے اپنے ساتھ والا ایک گدھا دیدیا۔ نیز اپنے سر پر سے پگڑی اتار کر اسے عنایت کر دی۔ ایک ساتھی نے کہا کہ حضرت اس بدوی کو دو درہم دیدینا کافی نہ تھا؟ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نہیں ہرگز نہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے باپ کی دوستی کا ہمیشہ خیال رکھو۔ اسے قطع نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے نور کو بجھا دیگا۔

تشریح:۔ حضرت ابن عمرؓ ایک جلیل القدر صحابی ہیں انہوں نے اپنے والد ماجد کے بدوی دوست کے بیٹے کے ساتھ یہ حسنِ سلوک کیا۔ ایک ساتھی کے حیران ہونے پر آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنائی کہ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ مومنوں میں سلسلہ مودّت و محبت جاری رہنا چاہیئے۔ باپ کے دوست بلکہ اس دوست کی اولاد کے ساتھ بھی حسنِ سلوک اور محبت کرنی چاہیئے۔ اسلامی اخلاق کا یہ پہلو بھی مسلمانوں کیلئے قابلِ توجہ ہے۔ اس سے جماعتی شیرازہ بندی اور اصلاح و تربیت کا کام بھی باحسن سرانجام پاسکتا ہے۔

(۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ أَنْ يَصِلَ الرَّجُلُ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بہت بڑی نیکی ہے کہ انسان اپنے باپ کے دوستوں کے مرنے کے بعد بھی ان کے اہل و عیال کے ساتھ حسنِ سلوک کرے۔

تشریح:۔ اسلامی دوستی دائمی ہے حتّٰی کہ متقی دوست اگلے جہان میں بھی ایک دوسرے کے ساتھ ہونگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلْاَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ کہ متقیوں کے علاوہ دوسرے دوست قیامت کے دن باہم دشمن ہو جائینگے۔ پس اسلامی دوستی کا تقاضا ہے کہ انسان دوست کی وفات کے بعد بھی اس کے رشتہ داروں اور عزیزوں سے حسن سلوک کرے

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

روح القدس سے مدد حاصل کرنے کا راستہ

"خبردار!! تم غیر قوموں کو دیکھ کر اُن کی رِیس مت کرو۔ کہ انہوں نے دنیا کے منصوبوں میں بہت ترقی کر لی ہے آؤ ہم بھی انہیں کے قدم پر چلیں سُنو اور سمجھو کہ وہ اس خدا سے سخت بیگانہ اور غافل ہیں جو تمہیں اپنی طرف بُلاتا ہے۔ اُن کا خدا کیا چیز ہے۔ صرف ایک عاجز انسان۔ اسلئے وہ غفلت میں چھوڑے گئے۔ میں تمہیں دنیا کے کسب اور حرفت سے نہیں روکتا مگر تم ان لوگوں کے پَیرو مت بنو جنہوں نے سب کچھ دنیا کو ہی سمجھ رکھا ہے۔ چاہیئے کہ تمہارے ہر ایک کام میں خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا۔ خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے لیکن نہ صرف خشک ہونٹوں سے بلکہ چاہیئے کہ تمہارا سچ مچ یہ عقیدہ ہو کہ ہر ایک برکت آسمان سے ہی اُترتی ہے۔ تم راستباز اُس وقت بنو گے جب کہ تم ایسے ہو جاؤ کہ ہر ایک کام کے وقت، ہر ایک مشکل کے وقت قبل اس کے جو تم کوئی تدبیر کرو اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گرو کہ ہمیں یہ مشکل پیش ہے اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما۔ تب روح القدس تمہاری مدد کریگی اور غیب سے کوئی راہ تمہارے لئے کھولی جائے گی۔ اپنی جانوں پر رحم کرو۔ اور جو لوگ خدا سے بکلّی علاقہ توڑ چکے ہیں اور ہمہ تن اسباب پر گر گئے ہیں یہاں تک کہ طاقت مانگنے کے لئے وہ مُنہ سے انشاء اللہ بھی نہیں نکالتے۔ ان کے پَیرو مت بن جاؤ۔ خدا تمہاری آنکھیں کھولے تا تمہیں معلوم ہو کہ تمہارا خدا تمہاری تمام تدابیر کا شہتیر ہے۔ اگر شہتیر گر جائے تو کیا کڑیاں اپنی چھت پر قائم رہ سکتی ہیں نہیں بلکہ یکدفعہ گریں گی اور احتمال ہے کہ ان سے کئی خون بھی ہو جائیں۔ اسی طرح تمہاری تدابیر بغیر خدا کی مدد کے قائم نہیں رہ سکتیں۔ اگر تم اس سے مدد نہیں مانگو گے اور اس سے طاقت مانگنا اپنا اصول نہیں ٹھہراؤ گے تو تمہیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوگی۔ آخر بڑی حسرت سے مرو گے۔" (کشتی نوح)

بارگاہِ ربّ العزّت میں حضرت مسیح موعودؑ کی پُرسوز دعائیں

[ذیل کی فارسی نظم حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اپنے رسالہ "حقیقۃ المہدی" مطبوعہ ۱۸۹۹ء کے صفحہ اوّل پر شائع فرمائی ہے۔ ہر خدا ترس انسان اسے پڑھ کر لرز جاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ کو اپنی سچائی پر کتنا یقین اور ایمان تھا۔ ایسی دُعا کے بعد اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کی مسلسل بارش اگر مدعیٔ نبوت کی صداقت کی دلیل نہیں تو اور کونسی دلیل ہوگی؟ ——— (ایڈیٹر)]

اے قدیر و خالقِ ارض و سما — اے رحیم و مہربان و رہنما
اے کہ میداری تو بر دلہا نظر — اے کہ از تو نیست چیزے مُستتر
گر تو می بینی مرا پُر فسق و شر — گر تو دیدستی کہ ہستم بد گُہر
پارہ پارہ کن منِ بدکار را — شاد کن ایں زمرۂ اغیار را
بر دلِ شاں ابرِ رحمت ہا ببار — ہر مرادِ شاں بفضلِ خود بر آر
آتش افشاں بر در و دیوارِ من — دشمنم باش و تبہ کن کارِ من
ور مرا از بندگانت یافتی — قبلۂ من آستانت یافتی
در دلِ من آں محبت دیدۂ — کز جہاں آں راز را پوشیدۂ
با من از روئے محبت کار کن — اندکے افشائے آں اسرار کن
اے کہ آئی سوئے ہر جوئندۂ — واقفی از سوزِ ہر سوزندۂ
زاں تعلق ہا کہ با تو داشتم — زاں محبت ہا کہ در دل کاشتم
خود بروں آ از پئے ابرارِ من — اے تو کہفِ و ملجاو ماوائے من
آتشے کاندر دلم افروختی — وز دمِ آں غیرِ خود را سوختی
ہم ازاں آتش رخِ من بر فروز — ویں شبِ تارم مبدّل کن بروز
چشم بکشا ایں جہانِ کور را — اے شدید البطش بنما زور را
از آسماں نورِ نشانِ خود نما — یک گلے از بوستانِ خود نما
ایں جہاں بینم پُر از فسق و فساد — غافلاں را نیست وقتِ موت یاد
سیل در جوش است و شب تاریک و تار — از کرم ہا آفتابے را برآر

احمدی جماعت کا قریبی مُطالعہ

(جناب علامہ نیاز فتحپوری ایڈیٹر رسالہ نگار لکھنؤ کے قلم سے)

[علامہ نیاز فتحپوری ماہ مئی میں پاکستان تشریف لائے تھے۔ وہ ہمارے مرکز ربوہ میں آنا چاہتے تھے مگر بعض مجبوریوں کے باعث آنہ سکے۔ واپسی پر آپ نے مذکورہ بالا عنوان کے ماتحت ایک مقالہ رسالہ نگار میں شائع فرمایا ہے جسے بجنسہٖ درج ذیل کیا جاتا ہے ——— (ایڈیٹر)]

لکھنؤ سے چلتے وقت ایک ذہنی یا جذباتی پروگرام میں نے یہ بھی بنایا تھا کہ اس سفر کے دوران میں اگر قادیان نہیں تو ربوہ ضرور دیکھوں گا جو سنا ہے کسی وقت وادیٔ غیر ذی زرع تھا، اور اب احمدی مجاہدین نے اسے ایک متمدن شہر بنا دیا ہے۔ قادیان کا سوال اس لئے سامنے نہ تھا کہ پورا خاندان میرے ساتھ تھا اور ربوہ تو خیر میں کراچی سے تنہا بھی جا سکتا تھا۔ لیکن افسوس کہ میرا یہ ارادہ پورا نہ ہو سکا۔ اس کا ایک سبب تو یہ تھا کہ میرے ویزا میں ربوہ درج نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ میری صحت اس کی متقاضی نہ تھی کہ موسم گرما میں سفر ریگستان کی جرأت کر سکوں لیکن میری اس شکست کی تلافی کسی نہ کسی حد تک اس طرح ہو گئی کہ بعض مخلصین سے امرتسر اسٹیشن پر تبادلہ نگاہ ہو گیا۔ بعض سے لاہور میں یاد اللہ ہو گئی۔ اور جب کراچی پہنچا تو ایک سے زائد بار مجھے ان کو زیادہ قریب سے دیکھنے اور سمجھنے کا موقع مل گیا۔

سب سے پہلی چیز جسے میں نے یقینی طور پر محسوس کیا ان کی متانت و سنجیدگی تھی۔ ان کے ہنستے ہوئے چہرے، ان کے بشاش تپاک، اور ان کی "بوئے خوش دلی" تھی۔ دوسری بات جس نے مجھے بہت زیادہ متاثر کیا یہ تھی کہ انہوں نے دوران گفتگو میں مجھ سے کوئی تبلیغی گفتگو نہیں کی بلکہ کبھی کوئی ذکر تعلیم احمدیت کا نہیں چھیڑا، جو یقیناً مجھے پسند نہ آتا۔ میرا مقصود صرف خاموش نفسیاتی مطالعہ کرنا تھا اور یہ ان کی انتہائی ادا شناسی تھی کہ دونوں عصرانوں میں انہوں نے مجھے اس مطالعہ کا پورا موقع دیا اور کوئی بات ایسی نہیں چھیڑی کہ معاملہ نگاہ سے ہٹ کر زبان تک پہنچے اور میرا زاویۂ نظر بدل جاتا۔

اس کا علم تو مجھے تھا کہ احمدی جماعت بڑی باعمل جماعت ہے لیکن یہ علم زیادہ تر سماعی و کتابی تھا۔ اور میں کبھی اس کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ ان کی زندگی کی بنیاد ہی سعی و عمل پر قائم ہے اور جدوجہد ان کا قومی شعار بن گیا ہے۔

اس سے ہر شخص واقف ہے کہ وہ ایک مشنری جماعت ہے اور ایک خاص مقصد کو سامنے رکھ کر آگے بڑھتی ہے اور ایسے ناقابل شکست عزم و حوصلہ کے ساتھ کہ تاریخ اسلام میں اس کی مثال قرون اولیٰ کے بعد کہیں نہیں ملتی۔

میں حیران رہ گیا یہ معلوم کر کے کہ ان کے دو شفاخانے جو انہوں نے یہیں کراچی کی دو غریب آبادیوں میں قائم کئے ہیں محض ان کے چند نوجوان افراد کی کوشش کا نتیجہ ہیں۔ جنہوں نے خود اپنے ہاتھوں سے اس کی بنیاد کھودی، ان کی دیواریں اٹھائیں، ان کی چھتیں استوار کیں، ان کا فرنیچر تیار کیا۔ اور اب صورت حال یہ ہے کہ ان شفاخانوں سے

روزانہ سینکڑوں غرباء کو نہ صرف دوائیں بلکہ طبی غذائیں بھی مفت تقسیم کی جاتی ہیں اور عوام کی ذہنی تربیت کے لئے ریڈنگ روم اور کتب خانے بھی قائم ہیں۔

دلِ شکستہ دراں کوچہ می کنند درست
چنانکہ خود نشناسی کہ از کجا بشکست

کراچی اور لاہور میں اس جماعت کے افراد پانچ پانچ ہزار سے زیادہ نہیں لیکن اپنی "گراں مائگی مستقبل" کے لحاظ سے وہ ایک "بنیان مرصوص" ہیں، ناقابلِ تزلزل، ایک حصارِ آہنی ہیں، ناقابلِ تسخیر! اور کھلی ہوئی نشانیاں ہیں۔ ان "اسوۂ حسنہ" کی جس کا ذکر محراب و منبر پر تو اکثر سُنا جاتا ہے لیکن دیکھا کہیں نہیں جاتا۔

پھر سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ وہ کیا بات ہے جس نے انہیں یہ سوجھ بوجھ عطا کی؟ —— اس کا جواب اُبھری ہوئی جماعتوں کی تاریخ میں ہم کو صرف ایک ہی ملتا ہے —— اور —— وہ ہے عظمتِ کردار! بلندیٔ اخلاق!

اس وقت مسلمانوں میں ان کو کافر و بے دین کہنے والے تو بہت ہیں لیکن مجھے تو آج ان مدعیانِ اسلام کی جماعتوں میں کوئی جماعت ایسی نظر نہیں آتی جو اپنی پاکیزہ معاشرت، اسپنے اسلامی رکھ رکھاؤ، اپنی تابِ مقاومت اور نمونے صبر و استقامت میں احمدیوں کے خاکِ پا کو بھی پہنچی ہو!

ایں آتشِ نیرنگ نہ سوزد ہمہ کس را

یہ امر مخفی نہیں کہ تحریکِ احمدیت کی تاریخ ۱۸۸۹ء سے شروع ہوتی ہے جس کو کم و بیش ستر سال سے زیادہ زمانہ نہیں گزرا لیکن اسی قلیل مدت میں اس نے اتنی وسعت اختیار کر لی کہ آج لاکھوں نفوس اس سے وابستہ نظر آتے ہیں اور دنیا کا کوئی دور دراز گوشہ ایسا نہیں جہاں یہ مردانِ خدا اسلام کی صحیح تعلیم انسانیت پرستی کی نشر و اشاعت میں مصروف نہ ہوں۔

آپ کو یقیناً حیرت ہوگی کہ جب بانیٔ احمدیت کی رحلت کے بعد ۱۹۳۴ء میں موجودہ امیر جماعت نے تحریکِ جدید کا آغاز کیا تو اس کا بجٹ صرف ۲۷ ہزار کا تھا، لیکن اس کے بعد وہ ۲۰ لاکھ ۰۰ ہزار تک پہنچ گیا جو انتہائی احتیاط و نظم کے ساتھ تعلیماتِ اسلامی پر صرف ہو رہا ہے۔ اور جب قادیان اور ربوہ میں صدائے اللہ اکبر بلند ہوتی ہے تو ٹھیک اسی وقت یورپ، افریقہ و ایشیا کے ان بعید و تاریک گوشوں کی مسجدوں سے بھی یہی آواز بلند ہوتی ہے جہاں سینکڑوں غریب الدیار احمدی خدا کی راہ میں دلیرانہ آگے قدم بڑھاتے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔

باور کیجئے جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ باوجود ان عظیم خدمات کے بھی اس بے ہمہ و باہمہ جماعت کو بُرا کہا جاتا ہے تو مجھے سخت تکلیف ہوتی ہے اور مسلمانوں کی اس بے بصری پر حیرت ہوتی ہے۔

مبیں حقیر گدایانِ عشق را کہ ایں قوم
شہانِ بے کمر و خسروانِ بے کلہ اند

جب سے میں نے طریقِ احمدیت پر اظہارِ خیال شروع کیا ہے عجیب و غریب سوالات مجھ سے کئے جا رہے ہیں۔ بعض حضرات اس جماعت کے معتقدات کے بارے میں استفسار فرماتے ہیں۔ بعض براہِ راست بانیٔ احمدیت کے دعوائے مہدویت و نبوت کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ کچھ ایسے بھی ہیں جو اُن کے اخلاق کو داغدار ظاہر کر کے مجھے ان کی طرف سے متنفر کرنا چاہتے ہیں اور بعض تو صاف صاف مجھ سے یہی پوچھ بیٹھتے ہیں: "کیا میں احمدی ہو گیا ہوں؟" —— میں یہ سب سنتا ہوں اور خاموش ہو جاتا ہوں۔ کیونکہ وہ یہ تمام سوالات اس لئے کرتے ہیں کہ وہ مجھے بھی اپنے ہی جیسا مسلمان سمجھتے ہیں اور اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ:

ہم کعبہ و ہم بتکدہ سنگِ رہِ ما بود
رفتیم و صنم بر سرِ محراب شکستیم

مذہب و اخلاق دراصل ایک ہی چیز ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ احمدی جماعت کی بنیاد اسی احساس پر قائم ہے اور اسی لئے وہ مذہبی عصبیت سے کوسوں دور ہیں۔ وہ تمام اخلاقی مذاہب کا احترام کرتے ہیں اور جس حد تک خدمت خلق کا تعلق ہے رنگ و نسل اور مسلک و ملت کا امتیاز ان کے یہاں کوئی چیز نہیں۔ وہ ہمیشہ سادہ غذا استعمال کرتے ہیں، سادے کپڑے پہنتے ہیں، سگریٹ و مے نوشی وغیرہ کی مذموم عادتوں سے مبرّا ہیں۔ نہ تھیٹر و سینما سے انہیں کوئی واسطہ نہ کسی لہو و لعب سے دلچسپی۔ انہوں نے اپنی زندگی کی ایک شاہراہ قائم کر لی ہے اور اسی پر نہایت متانت و سلامت روی کے ساتھ چلے جا رہے ہیں۔ —— یہی حال ان کی عورتوں کا ہے اور اسی فضاء میں ان کے بچے پرورش پا رہے ہیں۔ مجھے مطلق اس سے بحث نہیں کہ ان کے معتقدات کیا ہیں، میں تو صرف انسان کی حیثیت سے ان کا مطالعہ کرتا ہوں اور ایک معیاری انسان کی حیثیت سے ان کا احترام میرے دل میں ہے،

اس وقت تک بانیٔ احمدیت کا مطالعہ جو کچھ میں نے کیا ہے، اور میں کیا جو کوئی خلوص و صداقت کے ساتھ ان کے حالات و کردار کا مطالعہ کرے گا اُسے تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ صحیح معنی میں عاشقِ رسولؐ تھے، اور اسلام کا بڑا مخلصانہ درد اپنے دل میں رکھتے تھے۔ انہوں نے جو کچھ کہا یا کیا وہ نتیجہ تھا محض ان کے بے اختیارانہ جذبۂ خلوص اور داعیاتِ حق و صداقت کا۔ اس لئے سوال ان کی نیت کا باقی نہیں رہتا البتہ گفتگو اس میں ہو سکتی ہے کہ انہوں نے کن معتقدات کی طرف لوگوں کو دعوت دی سو اس پر دو ایتاً و درایتاً دونوں طرح غور و تامل ہو سکتا ہے لیکن بے سود کیونکہ اس کا تعلق ان کے اعمال و عواطف سے ہوگا نہ کہ عمل و کردار سے اور اصل چیز عمل و کردار ہی ہے۔ اب رہا سوال میرے احمدی ہونے یا نہ ہونے کا سو اس کے متعلق میں اس کے سوا اور کیا کہہ سکتا ہوں کہ میرے میرا مسلمان ہونا ہی مشکوک ہے — پہ جائیکہ احمدی ہونا کہ یہاں تو اصل چیز صرف عمل ہے اور اس حیثیت سے میں اپنے آپ کو اور زیادہ نااہل پاتا ہوں۔

برہمن می شدم گر ایں قدر زنّار می بستم

اس لئے مناسب یہی ہے کہ مجھ سے اس قسم کا کوئی ذاتی سوال نہ کیا جائے۔ نہ اس لحاظ سے کہ یہ بالکل بے نتیجہ سی بات ہے بلکہ اس خیال سے بھی کہ

دریغا آبروئے دیر گر غالبؔ مسلماں شد

اس سلسلہ میں مجھے ایک بات اور عرض کرنا ہے، وہ یہ کہ آج یا کل یقیناً وہ وقت بھی آئے گا جب میں احمدی جماعت کے مذہبی لٹریچر پر ناقدانہ تبصرہ کروں گا کیونکہ بغیر سمجھے ہوئے کسی بات کو مان لینا میرے فطری رجحان کے خلاف ہے۔ اور احمدی جماعت کے معتقدات میں کچھ باتیں مجھے ایسی بھی نظر آتی ہیں جو اب تک میری سمجھ میں نہیں آئیں لیکن اس کا تعلق صرف میرے ذاتی و انفرادی ردّ و قبول سے ہوگا نہ کہ احمدی جماعت کے وجود اجتماعی سے جس کی افادیت سے انکار کرنا گویا دن کو رات کہنا ہے اور دن کو رات میں نے کبھی نہیں کہا۔"

(رسالہ نگار۔ جولائی ۱۹۶۰ء صفحہ ۱۱۷ تا صفحہ ۱۱۹)

جلد توجہ فرمائیں

الفرقان کا دسمبر ۱۹۶۱ء کا پرچہ "حضرت حافظ روشن علیؓ نمبر" ہوگا۔ اسلام کے اس سچے عاشق، اور قرآن مجید کے اس اعلیٰ فدائی اور سلسلہ کے بیان نثار خادم کے بارے میں اپنے تاثرات و رشحاتِ قلم بھیج کر ادارہ الفرقان کو ممنون فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(ایڈیٹر)

صداقت اسلام پر ایک دلیل

مجاہدین کے لئے غیرت الٰہی کا ایک واقعہ

(از قلم جناب میاں عطاء اللہ صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی)

۱۹۲۳ء میں ملکانوں کے ارتداد کے زمانہ کی بات ہے کہ موضع اکرن جو ریلوے سٹیشن بھی ہے قریباً سارے کا سارا گاؤں ماسوا مسماۃ جمیاں اور اس کے لڑکے اور پوتے کے اسلام سے مرتد ہو گیا تھا۔ اس گاؤں والوں کی اسلام میں واپسی کے لئے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت کے مطابق حضرت شیخ یعقوب علی صاحب مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحب مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی وہاں قیام فرمایا اور مرتدین کی واپسی کے لئے سعی فرمائی۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مائی جمیاں کی فصل اُن واقفین سلسلہ سے کٹوائی جنہوں نے تین تین ماہ کے لئے اپنی زندگیاں وقف کی ہوئی تھیں۔ حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحب مرحوم ماہ مئی جون میں وہاں قیام فرما تھے اور مرحوم کی تین ماہ کی میعاد کے بعد مجھے حکم دیا گیا کہ میں وہاں جا کر کام کروں۔ میرے ساتھ ضلع سیالکوٹ کے ایک اور دوست بھی مقرر فرمائے گئے جن کا نام غالباً مکرم کرم دین صاحب تھا۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اس گاؤں کی طرف غیر معمولی توجہ تھی۔ چنانچہ حضور نے اپنی ایک چھولداری وہاں حضرت شیخ صاحب مرحوم اور حضرت چوہدری صاحب مرحوم کے لئے بھجوائی ہوئی تھی، کیونکہ گاؤں میں مرتدین کوئی مکان رہائش کے لئے دینے کو تیار نہیں تھے۔ یہ چھولداری ایک جوہڑ کے کنارے پر ایک قبرستان کے پاس نصب کی گئی تھی۔ جون کے مہینہ میں لُو کی وجہ سے یہ چھولداری تپ کر ایک تنور بن جاتی تھی اور حضرت چوہدری صاحب مرحوم دوپہر گزارنے کے لئے قبرستان کے ایک نہایت گندا جسم سیاہ فام فقیر کے پاس جایا کرتے اور وہاں زمین پر اپنا کپڑا بچھا کر دوپہر گزارتے تھے۔ حضرت چوہدری صاحب مرحوم کی فراغت کے بعد جب میں وہاں پہنچا تو ابھی لُو کا تھوڑا سا وقت باقی تھا۔

اس گاؤں میں ہادی علی خاں صاحب مرحوم ابن حضرت مولوی ذوالفقار علی خاں صاحب مرحوم بھی ایک عرصہ تک کام کرتے رہے۔ اس وقت انسپکٹر حلقہ حضرت شیخ یوسف علی صاحب مرحوم تھے جو دورہ پر گاہے بگاہے تشریف لایا کرتے تھے۔ اسی طرح اس علاقہ میں حضرت ڈاکٹر کیپٹن سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم بھی بحیثیت ڈاکٹر تشریف لایا کرتے تھے اور مرحوم کو بھی اس علاقہ کا خاص خیال تھا۔ اس گاؤں کے سٹیشن پر ایک نہایت متعصب آریہ سماجی سٹیشن ماسٹر مقرر تھا۔ اور علاقہ کا تھانیدار ایک سکھ تھا۔ وہ بھی بڑا ہی متعصب شخص تھا۔ یہ ہر دو اشخاص کارکنان سلسلہ کے خلاف قریباً روزانہ جھوٹی سچی رپورٹیں کرتے رہتے تھے۔ مجھے یاد ہے ایک دن میں گاؤں سے باہر پھر رہا تھا کہ مجھے معلوم ہوا کہ ایک اونچی جگہ پر ایک کھوہ میں بُت نصب شدہ ہیں۔ میں دیکھنے کے لئے

چلا گیا اور باہر بیٹھ کر ان بُتوں کو دیکھتا رہا۔ اگلے دن میرے خلاف رپورٹ کی گئی کہ میں بتوں کو دیکھنے گیا تھا اور وہاں بیٹھ کر میں نے اُن پر پیشاب کیا ہے۔ حالانکہ یہ سراسر افترا تھا۔ بہرکیف اِن دونوں فتنہ گروں کی پیہم جھوٹی رپورٹیں اپنا رنگ لائیں اور ایک دن ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ، انسپکٹر پولیس اور ایک بڑی تعداد سپاہیوں کی ہمیں ریاست سے نکالنے کے لئے آئی اور انہوں نے اِس عاجز اور محترم کرم دین صاحب اور حضرت شیخ یوسف علی صاحب مرحوم کو بلایا۔ کچھ دیر باتیں ہوتی رہیں تو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ اگر ہم تم لوگوں کو ریاست سے نکال دیں تو تم کیا کر سکتے ہو؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے میں نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے کہا کہ اگر ریاست والے ہمیں نکالنا چاہیں تو مجھے یہ خیال ہے کہ وہ ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ راجہ کی ضمیر ہے اور وہ دیکھ رہا ہے کہ ہم یہاں رہ کر کوئی جرم نہیں کر رہے۔ اگر تبلیغ اسلام جرم ہے تو آریہ بھائی بھی آریہ دھرم کی تبلیغ کر کے اس کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر راجہ اپنی ضمیر سے کام نہ لیں تو پھر بھی وہ آزاد نہیں۔ ہم گورنر جنرل کے ایجنٹ کے پاس اور اس کے بعد خود گورنر جنرل کے پاس اِس امر کی شکایت کریں گے۔ تیسری بات یہ ہے کہ راجہ اور ریاست کے اعیان کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ وہ ہم دو آدمیوں کو ہی نہیں نکالیں گے، کل دو کی بجائے شاید یہاں دس بیٹھے ہوں اور اس طرح یہ سلسلہ بڑھتا چلا جائے۔ ریاست کے جیل خانے اتنے وسیع نہیں ہیں کہ ایسے گرفتار شدگان جن کی تعداد کا اِس وقت اندازہ نہیں کیا جا سکتا اِن قید خانوں میں آسکیں۔ ہندوستان کے آٹھ کروڑ مسلمان بلاتمیز فرقہ اِس وقت ہماری پشت پر ہیں اسلئے اتنی بڑی قوم سے ایک مذہبی معاملہ میں جنگ مول لے لینا کوئی آسان بات نہیں۔ اور آخری بات یہ ہے کہ کسریٰ (شاہِ ایران) نے حضرت سید الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کا حکم گورنر یمن کی معرفت بھجوایا تھا۔ جب وہ گرفتار کنندگان حضور صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی کے پاس پہنچے تو حضور نے فرمایا کہ رات ٹھہرو صبح جواب دیں گے۔ پھر جب صبح ہوئی تو حضور نے ان کو فرمایا کہ جاؤ تمہارے خدا کو ہمارے خدا نے مار دیا۔ ہم اس آقائے نامدار کے ہر چند ادنیٰ ترین غلام ہیں لیکن حضور کی سنت کی اتباع میں ہم بھی دعاؤں کے تیر ضرور چلائیں گے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یہ باتیں سن کر واپس چلا گیا اور اس نے ہمیں گرفتار نہ کیا۔ میں نے اپنی رپورٹ دارالتبلیغ آگرہ اور قادیان دارالامان بھجوا دی۔

یہاں یہ عرض کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں کارکنوں کو یہ ہدایت تھی کہ وہ اپنی رپورٹوں کی تین تین نقول کیا کریں۔ ایک دارالتبلیغ آگرہ میں بھیجیں۔ ایک مرکز جماعت احمدیہ قادیان دارالامان میں بھیجا کریں اور ایک اپنے پاس رکھا کریں۔ بہرحال میری اس رپورٹ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ ان حالات میں وہاں قیام مناسب نہیں ہے ہمارے کارکنان وہاں سے چلے آئیں۔ چنانچہ حسب الحکم ہم واپس آگئے۔ اب سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ اور خدا کے دیگر مقدس بندوں یعنی حضرت شیخ یعقوب علی صاحب، حضرت چوہدری نصر اللہ خان صاحب، حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب، حضرت شیخ یوسف علی صاحب مرحوم اور دیگر بزرگان جماعت کی راتوں کی دعائیں بیکار نہ جا سکتی تھیں مجھے خوب یاد ہے کہ ۱۹۲۳ء اور ۱۹۲۴ء کے اندر اندر وہ انسپکٹر اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ برطرف ہوتے۔ وزیر ریاست جو احکام صادر کرنے والا تھا برطرف ہوا اور راجہ پاگل قرار دیا جا کر ریاست سے علیحدہ کیا گیا اور ریاست میں سیلاب آیا جس کے متعلق کہا جاتا تھا کہ ڈیڑھ کروڑ کا نقصان ہوا۔ یہاں یہ بات ذکر کرنے کے لائق ہے کہ عظیم الشان سلطنتوں میں کسی چپڑاسی کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی لیکن جو شخص چپڑاسی کا بھی مقابلہ کرے وہ ضرور سزا پاتا ہے۔ یہاں تو خدا کے مسیح*

میرے دین کی نمائندگی کر رہا ہے اسلئے اس کی غیرت نے جوش مارا اور سزا کے مستحق قرار پا گئے۔ انّ فی ذالک لعبرۃ لاولی الابصار۔

لمحۂ فکریہ

کیا اسلام میں مُرتد کی سزا قتل ہے؟

لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ

(جناب خواجہ خورشید احمد صاحب سیالکوٹی)

اسلام کی مقدس اور پُر حکمت تعلیم پر عمل کرنے کے نتیجہ میں مسلمانوں نے خلافتِ راشدہ کے عہدِ سعادت اور مابعد کے زمانوں میں غیر مسلم قوموں پر جس قدر احسانات کئے ہیں اس کی نظیر کسی اور جگہ تلاش کرنا بے سود ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ غیر مسلم لوگ مسلمانوں کے حسنِ سلوک اور اسلامی رواداری کے پیشِ نظر اسلام اور مسلمانوں کے احسانمند ہوتے لیکن گزشتہ قریب کی صدیوں میں یورپین اور دیگر غیر مسلم متعصب لوگوں نے اسلام کو بدنام کرنے کی غرض سے اپنے لٹریچر میں یہ زہریلا پروپیگنڈہ شروع کر رکھا ہے کہ اسلام جبر و تشدد کا حامی اور غیر مسلموں کے حقوق کو تلف کرنے والا مذہب ہے۔ اسی امر پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ معاندینِ اسلام نے اسلام کی طرف بعض ایسی بے بنیاد اور دُور از حقیقت باتیں منسوب کر رکھی ہیں جن کی قرآن پاک اور احادیثِ صحیحہ میں صریح طور پر تردید موجود ہے۔ بطور الزام جو امور اسلام کی طرف منسوب کئے گئے ہیں ان میں سے ایک امر مرتد کی سزائے قتل بھی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ امن و امان کے زمانہ کے علاوہ اسلامی غزوات کے زمانہ میں بھی مسلمانوں نے غیر مسلم لوگوں کے حقوق کا خاص خیال رکھا اور انہیں ہر قسم کی آزادی حاصل رہی۔ اور تو اور خود ہمارے مقدس آقا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے مقدس زمانہ میں غیر مسلم قوموں سے جس حسنِ سلوک کا عملی ثبوت دیا۔ تاریخ کے اوراق کبھی بھی اسے نظر انداز نہیں کر سکتے۔ شاید ہمارا یہ دعویٰ بلا دلیل سمجھا جائے اسلئے ہم ایک مشہور عیسائی مؤرخ کے الفاظ بطور ثبوت ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔ لکھا ہے:-

> "پیغمبر نے بشپوں، پادریوں اور راہبوں کو یہ تحریر دی کہ ان کے گرجاؤں، عبادتگاہوں اور خانقاہوں میں ہر ایک چھوٹی بڑی چیز جیسی تھی ویسی ہی برقرار رہے۔ خدا کے رسول نے یہ عہد کیا کہ نہ کوئی بشپ اپنے عہدے سے اور نہ کوئی راہب اپنی خانقاہ سے اور نہ کوئی پادری اپنے منصب سے خارج کیا جائے اور نہ ان کے اختیارات، حقوق اور معمول میں کسی قسم کا تغیر ہونے پائے اور جب تک وہ امن و صلح اور سچائی کے ساتھ رہیں نہ اُن پر جبر و تعدی کی جائے اور نہ وہ کسی پر جبر یا زیادتی کریں۔" (لائف آف محمد مصنفہ میور ص۱۵۱ بحوالہ تاریخ افکار و سیاسیات اسلامی ص۲۸-۲۹)

تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ اسلام ایسے محسنِ عظیم مذہب کے احسانات کو یکسر فراموش کرتے ہوئے عیسائی

پادریوں اور دیگر متعصب لوگوں نے ناحق اسلام کو بدنام کرنے کی ٹھان رکھی ہے اور گوناگوں غلط اور بے بنیاد الزامات تراش رکھے ہیں۔ ہمیں اغیارِ اسلام کا تو شکوہ تھا ہی لیکن ہمیں ان مسلمان کہلانے والوں پر بھی شکوہ ہے جنہوں نے اسلامی حقائق کو نظر انداز کرتے ہوئے بعض غلط روایات کی بناء پر کئی ایک ایسے عقائد اختیار کر رکھے ہیں جنہیں قرآن و احادیث سے دُور کا بھی تعلق نہیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ کی پاک کتاب (قرآن کریم) ایسے عقائدِ باطلہ کی واضح الفاظ میں تردید کر رہی ہے۔

من گھڑت اور سرتاپا غلط عقائد میں سے ایک عقیدہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل بھی ہے۔ اس عقیدہ کی اشاعت میں مولانا سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی اور جبر و تشدد کے حامی بعض دیگر علماء نے خاص حصہ لیا ہے۔

صحبتِ امروزہ میں ہم اس غلط نظریہ کی تردید میں ایک بیدار مغز اور روشن خیال مسلمان کا بیان درج ذیل کرتے ہیں۔ اس کے پڑھنے سے عیاں ہو جائے گا کہ قتلِ مرتد کا عقیدہ کیونکر پیدا ہوا اور یہ کہ اس عقیدہ میں قطعاً معقولیت نہیں پائی جاتی۔

جناب عبدالوحید خان صاحب بی۔اے، ایل ایل۔بی اپنی تصنیف "تاریخ افکار و سیاسیاتِ اسلامی" کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں کہ:۔

"..... جب اسلام نے دوسری اقوام کو مذہبی آزادی عطا کی ہے تو اس مسلمان کو قتل کی سزا کیوں دی جاتی ہے جو اپنی تحقیق کی غلطی و گمراہی سے اسلام کو چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کر لیتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ارتداد کے جرم میں لاکھوں مسلمانوں کو فقہاء کے فتووں کی وجہ سے قتل کی سزا برداشت کرنی پڑی۔ جن مسلمانوں نے اپنے ارتداد کا اعلان کیا صرف انہی کو ان سزاؤں کا شکار نہیں ہونا پڑا بلکہ ان مقتولین میں زیادہ تعداد ایسے مسلمانوں کی ہے جو اپنے آپ کو راسخ العقیدہ مسلمان کہتے اور ارکانِ اسلام پر عامل تھے مگر بعض جزئیات کے اختلافات کی بناء پر قاضی کی عدالت خود ان کے مرتد ہو جانے کا فیصلہ کر کے قتل کی سزا تجویز کر دیتی تھی۔

ان کے ان احکامات کی بنیاد سورہ توبہ کی پانچویں آیت کا یہ حصہ ہے:۔

"مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کر داؤ جہاں کہیں ملیں گرفتار کر لو نیز ان کا محاصرہ کرو اور ہر جگہ ان کی تاک میں بیٹھو۔"

حالانکہ یہ آیت اُن اہلِ مکہ سے تعلق رکھتی ہے جنہوں نے حدیبیہ کا معاہدہ توڑ ڈالا تھا اور جنہوں نے باوجود عہد و پیمان کے اس قبیلے پر حملہ کیا تھا جس نے ان کے خلاف معاہدہ تاخت و تاراج سے تنگ آکر مسلمانوں کے زیرِ سایہ پناہ لی تھی۔

آیت کے مذکورہ حصے سے پہلا جملہ ہی مطلب کی مکمل وضاحت کرتا ہے جو یہ ہے:۔

فاذا انسلخ الاشہر الحرم

جب حرمت کے مہینے گزر جائیں (یعنی جب جنگ کی حالت قائم ہو جائے) مشرکین کی بدعہدی کا علم ہو جانے کے بعد بھی حج کے دن سے چار ماہ یعنی ۱۰ ربیع الاول تک کی ان کو مہلت دیدی گئی تھی اس مدت کے ختم ہونے کے بعد مشرکوں کو قتل کرنے

اور گرفتار کرنے کا حکم دیا گیا تھا لیکن بعض فقہاء نے پورے واقعہ کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف ایک حصہ کو سامنے رکھ کر ایک مسئلہ پیدا کر لیا۔

اس آیت سے پہلی آیات میں پورے واقعہ کی تفصیل ہے جس کے بعد اس قسم کی تاویل قابلِ افسوس معلوم ہوتی ہے پہلی آیت سے چوتھی آیت تک اس تمام واقعہ کو دہرایا گیا ہے کہ جن مشرکوں کے ساتھ مسلمانوں نے معاہدہ کیا تھا اب وہ بری الذمہ ہیں اس میں چار ماہ کی مدّت دیکر حج کے دن اس کی عام منادی کرانے اور ان لوگوں کو مستثنیٰ کرنے کا بھی ذکر ہے جنہوں نے معاہدہ کی پابندی کی۔

اس غلط فہمی کی وجہ یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں ایک شخص کو اس جرم میں قتل کی سزا دی تھی کہ وہ جماعتِ اسلامی کو چھوڑ کر مخالفِ اسلام گروہ میں شریک ہو گیا تھا۔ اور اس کی اس حرکت سے فساد کا اندیشہ تھا۔ فقہاء نے آپ کے اس فعل سے قتلِ مرتد کا مسئلہ مستنبط کر لیا اور اس کی تائید میں قرآن کریم کی مذکورہ آیت کے ایک ٹکڑے کو اس کے سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے پیش کرنا شروع کر دیا۔ اسلام کی اجتماعی حیثیت ختم ہو جانے کے بعد اس قسم کی مشکلات فقہاء کو برابر پیش آتی رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی تاویلات بسا اوقات مضحکہ خیز بن جاتی ہیں اور اسلام کو ہدفِ اعتراض و تنقید بناتی ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ ارتداد بذاتِ خود کوئی جرم نہیں ہے لیکن اگر اس سے جماعت کے اندر انتشار اور تفریق یا حکومت میں فتنہ و فساد کا اندیشہ پیدا ہو جائے تو یقیناً یہ فعل ایک سنگین جرم سمجھا جائے گا جس کی سزا حالات کے مطابق مقرر کی جائے گی۔ عام حالات میں معمولی سزا کافی ہو گی لیکن جنگ کے زمانے میں جماعت کے کسی آدمی کا کٹ کر دوسری مخالف جماعت میں جا ملنا بہت سے مفاسد کا باعث ہو سکتا ہے۔ بالخصوص جماعت کے خفیہ حالات کی اطلاع رسانی وغیرہ کا خطرہ اس سے ہو سکتا ہے۔ اسلئے اس کو قتل کرنے کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں رہتی۔ اسلئے جنگ کی حالت میں یہ صورت بالکل ناگزیر ہے لیکن کسی شخص کا صرف عقائد کی رُو سے مرتد ہو جانا جو بالعموم انسان کی گمراہی اور تحقیق کی غلطی سے واقع ہوتا ہے بالکل مختلف ہے بالخصوص جبکہ اسلام کا نظامِ اجتماعیت دین و سیاست کی تقسیم کا شکار ہو گیا ہو اس بارے میں اسلام کی تعلیم لا اکراہ فی الدّین اور لکم دینکم ولی دین پر مبنی ہے۔ لہذا اسلام جہاں دوسری اقوام کو مذہبی آزادی دیتا ہے وہیں کسی کے ذاتی عقائد کے احتساب کو بھی ضروری نہیں سمجھتا۔ دین کے معاملہ کو (اس نے) انسان کے غور و تدبر پر چھوڑ دیا ہے۔"

(تاریخ افکار و سیاسیات اسلامی صفحہ ۲۰-۲۱ مطبوعہ نولکشور پریس لکھنؤ)

ضروری اطلاع } معزز قارئین کو معلوم ہے کہ اب حجم کے اضافہ کے باعث رسالہ الفرقان کی سالانہ قیمت چھ روپے ہے اس وجہ سے اب خریداران کی خدمت میں رسالہ کے وی پی بھی اسی شرح کے مطابق روانہ کئے جاتے ہیں۔ احباب مطلع رہیں۔

(مینیجر الفرقان۔ ربوہ)

نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

حسن و احساں میں نہیں ہے آپ کا کوئی نظیر
سارے عالم پر نمایاں ہے خدائی آپ کی

آپ کے ہر فعل سے شانِ خدا ظاہر ہوئی
ہیں خدا کے آپ اور ساری خدائی آپ کی

جاہلیت کے عرب کو با خدا، شائستہ کیا
سب سے بڑھ کر یہ ہوئی معجز نمائی آپ کی

آپ کے دم سے ہوئیں دنیا میں قائم نیکیاں،
خود بُرا ہے وہ جو کرتا ہے بُرائی آپ کی

دَور دَورہ امن و نیکوئی کا دنیا میں ہوا
جھوٹ پر غالب رہی اکملؔ سچائی آپ کی

آج دوشنبہ ہے اور بارہ ربیع الاوّل
عید میلادِ نبی نام کی تقریب اجل

سیرتِ پاک کا تذکار جمیل و احسن
شاہد اس پر ہو ہمارا بھی اگر حسنِ عمل

تو یہ تقریب ہے بے شبہ سعید اور مفید
ورنہ اک رسم ہے پڑ سکتا ہے ملّت میں خلل

پس ضروری ہے کہ ہم حسبِ ہدایاتِ رسولؐ
وہ چلیں چال کہ جس سے ہوں خدا کے مقبول

۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ
دوشنبہ

مقامات!

(از جناب چوہدری عبدالسلام صاحب اختر ایم۔اے)

اللہ کے بندے کیا کہیئے ہر حال پہ شاداں ہوتے ہیں
ہر شے پہ قناعت کرتے ہیں ہر بات پہ خنداں ہوتے ہیں

آفات سہی خدشات سہی۔کیوں آپ پریشاں ہوتے ہیں
جو اُن پہ سہارا کرتا ہے وہ اُسکے نگہباں ہوتے ہیں

غنچوں پہ تبسم آتا ہے۔انوار پُر افشاں ہوتے ہیں
جب پچھلے پہر وہ دل میں اُتر کر محوِ خراماں ہوتے ہیں

تسکین کی تانیں اُٹھتی ہیں اِک نُورِ تجلّی ہوتا ہے
ڈوبے ہوئے دل جی اُٹھتے ہیں بُجھتے ہوئے تاباں ہوتے ہیں

اِک ایسا وقت بھی آتا ہے انسان کی قلبی حالت پر
جب پھول بھیانک لگتے ہیں جب خار گلستاں ہوتے ہیں

وہ وقت بھی اختر کیا کہیئے جب غم کی سیاہی چھاتی ہے
وہ آپ چراغِ رُخ لیکر مصروفِ چراغاں ہوتے ہیں

افضل ہے کون؟

(از جناب آفتاب احمد صاحب بسمل کراچی)

اک دن کا ذکر ہے کہ کچھ عیسائی نوجواں — پہنچے برائے گفتگو اک مولوی کے ہاں
کہنے لگے کہ مولوی صاحب بتایئے! — عیسٰی مسیح زندہ ہیں اب تک کہ مر گئے؟
بے چارے مولوی کی سمجھ میں نہ آسکا — دراصل اس سوال سے ان کی غرض ہے کیا
وہ صرف مولوی تھا کوئی احمدی نہ تھا — وہ اس سوال کا بھلا دیتا جواب کیا
کہنے لگا ہے یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات — تسلیم ہم کو واقعی عیسٰیؑ کی ہے حیات
وہ آخری زمانے میں اللہ کے حکم سے — اُتریں گے آسمان سے اصلاح کے لئے
اس پر وہ نوجوان ہنسے اور پھر کہا — افضل ہے کون؟ زندہ ہے جو یا جو مر گیا
اُنیس سو برس سے جو زندہ ہے آج تک — اس کی الوہیت میں رہا کس طرح سے شک
یہ سُن کے دم بخود ہُوا کچھ ایسا مولوی — اس کا جواب بن نہ پڑا اس سے کوئی بھی
کرنا خدا کا کیا ہُوا اک احمدی جواں — جا پہنچا اتفاق سے اس مولوی کے ہاں
عیسائی نوجوانوں کو معلوم یہ نہ تھا — ہے کون یہ جوان عقائد ہیں اس کے کیا؟
عیسائیوں نے پھر وہی دُہرائی داستاں — ان کو تھی کیا خبر کہ ہے یہ احمدی جواں
کچھ دیر بعد کہنے لگا احمدی جواں — کچھ آپ کو خبر ہے کہ عیسٰیؑ ہیں اب کہاں؟
وہ آپ کے خدا وہ یسوع ناصری جو تھے — جن کو یہود نے کیا مصلوب۔ کیا ہوئے؟
مت بھولئے کہ صاف ہے تورات کہہ رہی — مرتا ہے جو صلیب پہ۔ ہوتا ہے لعنتی
گر آپ کے یسوع مرے ہیں صلیب پر — تورات کے بقول وہ ہیں لعنتی بشر
اب آپ خود بتائیں حقیقت ہے اصل کیا — اس آپ کے یسوع کا انجام کیا ہُوا؟
اس پر وہ نوجوان ہوئے جُز بُز بہت مگر — تھا یہ سوال ایسا کہ اس سے نہ تھا مفر
کہنے لگے صلیب پہ گو تھے وہ مر گئے — پر تیسرے ہی دن تھے خداوند جی اُٹھے
کفارہ دینے کے لئے وہ لعنتی بنے — تاکہ نجات پائے یہ دُنیا گناہ سے
اس پر اس احمدی نے کہا یہ نہیں ہے بات — مَیں آپ کو بتاتا ہوں اب اصل واقعات
حضرت مسیح گو کہ چڑھے تھے صلیب پر — کچھ دیر بعد زندہ اُتر آئے تھے مگر
اس کا ثبوت یہ ہے کہ نیزہ تھا جب چبھا — پہلو سے اُن کے خون تھا فوراً نکل پڑا

اِک اَور ہے ثبوت بڑا قابلِ یقیں
بعد از صلیب ہڈیاں بھی توڑی نہیں گئیں

یونسؑ کا بھی نشان دکھانا تھا لازمی
زندہ صلیب سے جو اُترتے تو بات تھی

المختصر تمام کوائف ہیں کہہ رہے
عیسیٰ نبی صلیب پہ ہرگز نہیں مرے

اللہ نے بچا لیا ذلت کی موت سے
منصوبے سب یہود کے ناکام ہوگئے

جب زخم تین روز میں کچھ مندمل ہوئے
حضرت وہاں سے جانبِ کشمیر چل دیئے

مقصود یہ تھا گمشدہ بھیڑوں کو ڈھونڈ کر
قائم کریں خدا کی حکومت زمین پر

تکمیل اپنے کام کی جب آپ کر چکے
طبعی وفات پا کے خدا سے وہ جا ملے

کوچہ سری نگر میں جو اِک خانیار ہے
موجود آج بھی وہاں ان کا مزار ہے

پس جبکہ ثابت آپ کی طبعی وفات ہے
کفارے کا یہ مسئلہ ہی واہیات ہے

اب ہم کو دیکھنا ہے کہ زندہ نبی ہے کون؟
ہر دَور کا نجات دہندہ نبی ہے کون؟

زندہ وہی ہے زندہ نشانات جس کے ہیں
ہر عہد میں نمایاں کمالات جس کے ہیں

زندہ وہی ہے جس کی شریعت ہے دائمی
دی جس کو حق نے ختمِ نبوت کی مُہر بھی

زندہ وہی ہے جس کی نبوت کا فیضِ عام
کرتا ہے ہم کو آج بھی اللہ سے ہم کلام

زندہ وہی ہے جو کہ سراجِ منیر ہے
بعد از خدا جو تا ابد بے نظیر ہے

وہ جس کا نام نامی محمدؐ ہے وہ نبی
زندہ ہے انبیاء کی جماعت میں اک وہی

وہ شاہِ دوجہاں ہے وہ صاحبِ کمال ہے
وہ نور ہے سراپا مجسم جمال ہے

وہ جس کا حسنِ سیرت و صورت ہے بے مثال
وہ جس کی شانِ ختمِ نبوت ہے لازوال

وہ جس کے معجزات نمایاں ہیں آج بھی
وہ جس کی پیروی سے نبوت بھی مل گئی

اُسوہ ہے جس کا رہبرِ ہر شعبۂ حیات
وہ روحِ حق ہے باعثِ تخلیقِ کائنات

وہ جس کے انبیاء و ملائک غلام ہیں
لاکھوں درود اُس پہ کروڑوں سلام ہیں

زندہ نبیؐ یعنے حیات النبیؐ کی تشریح —— (بقیہ صفحہ ۳۸)

اور اس روحانی زندہ کا یہیں پر بھی اثر و ظہور موجود ہے۔ بلکہ سچ یہ ہے کہ اس وقت انسانوں کیلئے صرف آپ ہی زندہ نبی ہیں۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :۔

"نجات یافتہ کون ہے ؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اسکے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے اور کسی کیلئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے اور اسکے ہمیشہ زندہ رہنے کیلئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اسکے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخر کار اسکی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کے لئے ضروری تھا۔ الخ" (کشتی نوح صفحہ ۲۹)

ایک عالمانہ استفسار اور اس کا جواب

{ ہم ذیل میں مولانا تاج محمد صاحب مدرس مدرسہ عربیہ فقیروالی ضلع بہاولنگر کا اصل خط اور اپنا جواب درج کرتے ہیں۔ یقیناً تحقیق کا یہ طریق بہت اچھا اور نتیجہ خیز ہے ——— (ایڈیٹر) }

از فقیروالی ۷۸۶
۲۱ راگست ۶۰ء

مکرمی جناب مولانا صاحب
السلام علیکم - مزاج گرامی

جھنگ شہر کے ایک صاحب حافظ محمد ابراہیم صاحب کمیرپوری نے ایک کتاب بنام "فسانۂ قادیاں" لکھی ہے اس وقت خاکسار کے زیر مطالعہ ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۹۹ پر مندرجہ ذیل اقتباس مع حوالہ درج ہے:-

"محی الدین ابن عربی کہتا ہے کہ نبوت تشریعی بند ہے - اور غیر تشریعی جاری ہے۔ مگر میرا مذہب یہ ہے کہ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے"

(بحوالہ اخبار الحکم - ۱۰ر اپریل ۱۹۰۳ء)

مہربانی فرما کر آپ مطلع فرمائیں کہ مندرجہ بالا حوالہ کس حد تک صحیح یا غلط ہے۔ امید ہے کہ جناب والا جلد از جلد جواب سے سرفراز فرمائیں گے۔

تاج محمد
از فقیروالی
ضلع بہاولنگر

محترمی جناب مولانا صاحب!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا گرامی نامہ مرقومہ ۲۱ راگست ۶۰ء کوئٹہ سے واپسی پر پرسوں پڑھنے کا موقعہ ملا۔ تاخیر کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ حافظ محمد ابراہیم صاحب کمیرپوری کا پیش کردہ حوالہ ناقص ہے۔ حوالہ کے اصل مکمل الفاظ یہ ہیں:-

"محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ نبوت تشریعی جائز نہیں دوسری جائز ہے۔ مگر میرا اپنا مذہب یہ ہے کہ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے سوائے آنحضرت کے انعکاس سے جو نبوت ہو وہ جائز ہے"

(اخبار البدر ۱۷ر اپریل ۱۹۰۳ء)

خط کشیدہ الفاظ کو حذف کر کے اس حوالہ کو پیش کرنا دیانتداری قرار نہیں دی جا سکتی۔ یاد رہے کہ الحکم ۱۰ر اپریل ۱۹۰۳ء میں مجھے حوالہ نہیں مل سکا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ملفوظات میں مکمل حوالہ وہی ہے جو اوپر درج ہو چکا ہے۔

امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

خاکسار
ابوالعطاء جالندھری ربوہ ۹/۹/۶۰

ایک اہم سوال کا جواب

زندہ نبیؐ

یعنی

حیات النبیؐ کی تشریح

سوال۔ حیات النبیؐ کا مسئلہ بھی اب کافی طول پکڑ رہا ہے۔ آئے دن طرح طرح کے مضمون نظروں سے گزرتے ہیں۔ اور کئی طریقوں سے اس مسئلہ کو سلجھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جیسا کہ اس ہفتہ کے "ترجمان اسلام" لاہور میں درج ہے کہ جب تک جسم و روح کا ملاپ نہ مانا جائے زندہ ماننے کا مسئلہ بے معنی ہے مطلب یہ کہ قبر میں حضورؐ اسی طرح ہیں جس طرح دنیا میں تھے۔ اسی طرح ان کے حاضر ہونے پر بھی بہت کچھ نظروں سے گزرا ہے مگر سب سمجھ سے باہر۔ مثال کے طور پر رسالہ "ماہِ طیبہ" کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ کے صـ۲۴ـہ پر مولنا ہدایت اللہ صاحب جے پوری رقمطراز ہیں کہ "جب شیطان لعین آنِ واحد میں شرق سے غرب تک چلا جاتا ہے جب فرشتوں میں آنِ واحد میں شرق سے غرب تک پہنچنے کی طاقت ہے جب انسان کی آنکھ کا نور آسمان تک پہنچ سکتا ہے تو وہ ہستی جس کے لئے سب جن و بشر پیدا کئے گئے ہیں اس کی ذات کمالات میں ان باتوں کا تعجب کیوں؟" اسی طرح آخر میں بجلی کے جلدی اِدھر اُدھر چلے جانے سے حضورؐ کی مثال دیتے ہیں۔ اور بھی کئی اسی طرح کی مثالیں نظروں سے گزرتی ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ براہِ مہربانی مندرجہ بالا مسئلہ پر کچھ صحیح روشنی آئندہ پرچہ الفرقان میں ڈالیں۔

خاکسار۔ مبشر احمد

جواب:۔ جہاں تک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی زندگی کے انقطاع یعنی موت کا سوال ہے قرآن مجید اس بارے میں صراحت فرما چکا ہے کہ آپ پر اسی طرح کی موت وارد ہونے والی تھی جس طرح کی موت تمام انبیاء اور زندہ انسانوں پر آتی رہی ہے اور وہ فی الواقع حضور علیہ السلام پر وارد ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ (الزمر: ۳۰) کہ اے رسول! تو بھی فوت ہوگا اور یہ مخالفین بھی مریں گے اور پھر تم سب قیامت کے دن اپنے ربّ کے حضور باہم جھگڑو گے۔ دوسری جگہ فرمایا وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَاِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُوْنَ ۝ اے نبی ہم نے تجھ سے پہلے کسی انسان کے لئے دوام یا ایک حالت پر بقاء نہیں بنائی کیا یہ ہو سکتا ہے کہ تو تو فوت ہو جائے اور وہ ایک ہی حالت پر قائم ہوں؟ تیسری جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام کے تعلق میں فرمایا وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک رسول ہیں آپ سے پہلے آنیوالے سب رسول وفات پا چکے ہیں اسلئے اگر آپ پر موت آ جائے یا آپ شہید ہو جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟

ان اور ایسی ہی دیگر آیات قرآنیہ سے ظاہر ہے کہ ظاہری اور جسمانی وفات کا تحقق ضروری تھا۔ تا شرک پیدا نہ ہوا اور وہ دیگر انبیاء کی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی ہو چکا ہے۔ جسمانی زندگی کے ثبوت میں شیطان یا بجلی وغیرہ کی مثال قیاس مع الفارق ہونے کے علاوہ ایک رنگ میں سوء ادبی بھی ہے۔

ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حیاتِ ابدی حاصل ہے آخرت میں سب انبیاء و شہداء سے اعلیٰ و ارفع زندگی نصیب ہے

(باقی صفحہ ۴۶ پر)

آپ کے خطوط

ایڈیٹر کی ڈاک

(۱) مکرم جناب میاں محمد ابراہیم صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"محترم مولوی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

کہنہ مشق اور فاضل ایڈیٹرز کسی تعریف و توصیف کے محتاج نہیں ہوتے۔ خود ان کا کام ان کا سارٹیفکیٹ ہوتا ہے۔ آپ جس محنت اور تگ و دو سے "الفرقان" میں علمی اور تحقیقاتی مضامین اکٹھے کر دیتے ہیں جس سے قارئین کے علم میں اضافہ ہوتا ہے اور "الفرقان" ان کے لئے ازدیادِ ایمان کا باعث اور ذریعہ بنتا ہے اس کے لئے ہم سب آپ کے ممنون ہیں اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے اور جماعت کو دینی علوم میں ماہر بنانے اور عقائد پر استقامت کا ایک ذریعہ بننے کا بہترین اجر دے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اگست کے رسالہ میں "وہ نبی" والا مضمون ایک نمایاں شان رکھتا ہے۔ اپنی طبیعت کے لحاظ سے میں رسالہ میں ایسے ہی تحقیقاتی اور منقولی مضامین دیکھنے کا شوق رکھتا ہوں جس سے ہمارے عقائد سے اختلاف رکھنے والے اصحاب کی بھی تسلی ہو اور ہر مسئلہ پر سیر حاصل بحث بھی جمع ہوتی جائے۔ اور پھر مضامین بھی ایسے کہ جن میں "فرقان حمید" کی آیت کے رسالہ کے نام کے اعتبار سے بھی ہر طرح موزونیت ہو۔ محققانہ اور ٹھوس مضامین جو اسلام اور قرآن کریم کی فضیلت اور اسلامی اصولوں کی حقانیت پر جنہیں قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے نہ صرف ہماری اپنی جماعت میں بلکہ دیگر مسلمان کہلانے والے دوستوں میں بھی مقبول ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔"

(۲) جناب آفتاب احمد صاحب بسمل کراچی تحریر فرماتے ہیں:۔

"الفرقان باقاعدگی سے مل رہا ہے۔ اس کا معیار واقعی بہت اعلیٰ ہے لیکن ابھی اور بلند ہونا چاہیئے۔ ع

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

بہائیت کے متعلق اور مضامین دیجئے خصوصاً اس رنگ میں جس سے اس تحریک کے تاریخی پس منظر پر بھی روشنی پڑے۔ اگر مناسب سمجھیں تو ذکرِ حبیبؑ کا مستقل عنوان قائم کرکے صحابہ کرام حضرت مسیح موعودؑ کی روایات بھی دیا کریں۔"

(۳) جناب سعید احمد صاحب غازی لکھتے ہیں:۔

"رسالہ الفرقان ماہ جون پہنچا۔ ازحد مفید، پُر از اسرار و معالم و عرفان تھا۔ واقعی صحیح معنوں میں الفرقان ہے۔ بڑے غور و تدبر سے پڑھا اور غیر احمدی حضرات کو بھی پڑھنے کی غرض سے دیا۔"

(۴) جناب صابر صاحب کشمیری ایبٹ آباد سے تحریر

فرماتے ہیں :-

"حقیقت یہ ہے کہ مجھے اخبارات اور رسالہ جات کی ورق گردانی کی عادت ہے۔ اکثر و بیشتر میرے نام مفت جاری ہیں۔ کیونکہ میں کسی زمانہ میں ایڈیٹر رہا ہوں۔ آپ کا رسالہ الفرقان جس کا میں باضابطہ خریدار ہوں مجھے تمام سے پسند ہے۔ علمی اور دینی خزانہ سے بھرا ہوا ہے اور معلومات کا ذخیرہ ہے۔ مگر تردید بہائیت کیلئے تحریرات تشنہ رہتی ہیں۔ اسلئے آپ اگر ایک دفعہ "بہائی نمبر" شائع فرما کر جملہ اعتراضات کو حل کریں تو بہت مفید رہیگا۔

دوسری غرض یہ ہے کہ قرآن کریم کا ترجمہ تحت اللفظ ہونا ضروری ہے تاکہ ہر شخص سمجھ سکے۔ یہ چار صفحات مفید بھی ہیں اور پرچہ کی زینت بھی ہیں۔

تیسری غرض یہ ہے کہ سرورق پر درثمین کے چند اشعار موجب زینت بھی ہوں گے۔ اور فرقان کے ہلال کے تحت بجائے درخت کھجور کے منارۃ المسیح ہو"

(۵) مکرم چودھری محمد نذیر صاحب پریذیڈنٹ جماعت روہڑی لکھتے ہیں :-

"الفرقان کے مضامین کا معیار خدا کے فضل سے اتنا اعلیٰ اور بلند ہے کہ میرے پاس وہ الفاظ نہیں کہ میں تعریف کرسکوں۔ آپ کے اگست سنہ ۶۰ء کے ایڈیشن میں یہ پڑھ کر دل کو بہت خوشی ہوئی کہ ماہ دسمبر میں حضرت علامہ حافظ روشن علی صاحبؓ کی یاد مبارک میں ایک خاص نمبر شائع ہو رہا ہے۔ دعا کرتا ہوں کہ آپ نے اور آپ کے عملہ نے جو خدمت دین شروع کر رکھی ہے اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے کام میں برکت ڈالے اور مزید ترقی عطا فرمائے۔ جس طرح آپ حضرت حافظ صاحبؓ کی یاد میں خاص نمبر شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں میری ایک استدعا اور تجویز ہے کہ اسی طرح وہ بندگان سلسلہ احمدیہ جو اپنے اخلاص، ایثار، علم اور اخلاق کے بلند مقام پر تھے اور اس جہان سے کوچ کر چکے ہیں باری باری ان تمام کے نمبر خاص شائع کئے جائیں تا انفرادی طور پر بھی ان کا ریکارڈ محفوظ رہ سکے اور نوجوانان احمدیت ان کے حالات اور واقعات پڑھ کر اپنے آپ کو اُن کے رنگ میں رنگین کریں"

(۶) جناب راجہ عطاء اللہ خان صاحب مظفر آباد سے لکھتے ہیں :-

"عیسائیت اور بہائیت کی تردید میں جو سلسلہ مضامین آپ نے شروع کیا ہے غیر از جماعت لوگوں کو بھی از حد پسند ہے۔ اور ان کو بھی اس کا اعتراف ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نیک کام کے چلانے میں آپ کا حامی و مددگار ہو"

رسالہ الفرقان کی سالانہ قیمت چھ روپے ہے

پیشگی ارسال فرما کر رسالہ اپنے نام جاری کروالیں۔

(مینیجر الفرقان ربوہ)

بانیٔ بہائیت کا دعویٰ الوہیت[1]

(۱) بہائیوں کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے یہ معنے ہیں کہ آپ کے بعد ہر قسم کے نبیوں کا آنا بند ہو گیا۔ نہ صاحبِ شریعت نبی آسکتا ہے نہ بغیر نئی شریعت کے۔ یہی وجہ ہے کہ جناب بہاء اللہ نے نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ اہلِ بہاء ان کو نبی مانتے ہیں۔ لکھا ہے :-

(الف) "اینکہ جناب شیخ گمان فرمودہ اند کہ شاید ادعائے ایشاں ادعائے نبوت باشد محض وہم و گمان خود جناب شیخ است، و ہر کس با اہلِ بہاء معاشر و یا از کتب ایں طائفہ مطلع باشد میداند کہ نہ در الواح مقدسہ ادعائے نبوت وارد شد و نہ بر السنۂ اہلِ بہاء لفظ نبی برآں وجود اقدس اطلاق گشتہ"

(کتاب الفرائد مصنفہ ابوالفضل بہائی صفحہ ۲۰۰)

(ب) "اہلِ بہاء دورِ نبوت کو ختم جانتے ہیں۔ امتِ محمدیہ میں بھی نبوت جاری نہیں سمجھتے۔ ہاں خدا کی قدرت کو ختم نہیں جانتے۔ اسلئے خدا کی قدرت کے نئے ظہور کو تسلیم کرتے ہیں جو نبوت سے آگے ایک نئی شان رکھتا ہے اور یہ دورِ نبوت کے ختم ہونے کا کھلا اعلان ہے۔ اسی لئے اہلِ بہاء نے کبھی نہیں کہا کہ نبوت ختم نہیں ہوئی اور موعودِ کل ادیان نبی یا رسول ہے بلکہ اس کا ظہور مستقل خدائی ظہور ہے۔"

(رسالہ کوکب ہند دہلی جلد ۶، نمبر ۴، ۴ مہر حجت ۱۹۲۸ء)

اِن بیانات سے ظاہر ہے کہ بہائی لوگ بہاء اللہ کو نبی نہیں مانتے۔ وہ نبوت کو ختم سمجھتے ہیں۔

(۲) اگر یہ سوال ہو کہ پھر بہائی لوگ بہاء اللہ کو کیا مانتے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بہاء اللہ کو خدا مانتے ہیں کیونکہ وہ ان کے ظہور کو مستقل خدائی ظہور مانتے ہیں۔ بہائی بہاء اللہ کو اسی طرح خدا مانتے ہیں جس طرح عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا مانتے ہیں۔ بہاء اللہ کا اپنا قول ہے :-

(الف) "لا الٰہ الّا انا المسجون الفرید"

(مبین صفحہ ۲۸۶)

یعنی مجھ اکیلے قیدی کے سوا اور کوئی خدا نہیں ہے۔ (بہاء اللہ اس وقت نظر بند تھے۔)

(ب) "قد کان المظلوم معکم یسمع و یریٰ و ھو السمیع البصیر"

(مجموعہ اقدس)

مظلوم (بہاء اللہ) تمہارے ساتھ تھا۔ وہ سنتا اور دیکھتا ہے اور وہی سمیع و بصیر ہے۔

بہائی مبلغ حیدر علی صاحب لکھتے ہیں :-

"بالوہیت حق لا یزال بے مثل جمال قدم مذعن و مطمئن گشتیم"

کہ ہم جمال قدم یعنی بہاء اللہ کی الوہیت کو

[1] ذیل کا مضمون نظارت اصلاح و ارشاد ربوہ نے علیحدہ بصورت ٹریکٹ بھی بغرض اشاعت طبع کرایا ہے۔ وہاں سے طلب فرمائیں۔ (ابوالعطاء)

ماننے والے ہیں۔ (بہجۃ الصدور صفحہ ۳۲۶)
بہائی لوگ بہاء اللہ کے ہر قول اور ہر تحریر کو وحی سمجھتے ہیں۔ ان کے ہاں مسلمانوں کی طرح خدا تعالیٰ کی وحی قرآن مجید، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال احادیث، علیحدہ علیحدہ نہیں۔ بلکہ جس طرح عیسائی حضرت مسیح کے ہر قول کو وحی کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ ان کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ اسی طرح بہائی بہاء اللہ کے ہر قول کو وحی مانتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک بہاء اللہ خود خدا تھا۔ چنانچہ ان کی مشہور کتاب "عصر جدید" میں لکھا ہے:۔

"حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں کہ رب الافواج ابدی باپ دنیا کے بنانے اور بچانے والے کی آمد جو تمام انبیاء کے بیانات کے مطابق آخری ایام میں واقع ہونے والی ہے۔ اس سے سوائے اس کے اور کچھ مراد نہیں کہ خدا انسانی شکل میں منصۂ شہود پر ظاہر ہوگا۔ جس طرح اس نے اپنے آپ کو یسوع ناصری کی ہیکل کے ذریعہ ظاہر کیا تھا۔ اب وہ اس مکمل تر اور روشن تر ظہور کے ساتھ آیا ہے۔"

(عصر جدید اردو صفحہ ۴۵)

(۴) بہائیوں کے بہاء اللہ کو خدا ماننے کا ایک واضح ثبوت یہ ہے کہ وہ بہاء اللہ کی زندگی میں ان کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے تھے اور ان کی موت کے بعد ان کی قبر کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں۔ خود بہاء اللہ نے ان کو یہی حکم دیا تھا۔ (اقدس نمبر ۱۴ا۱۵)

اذا اردتم الصلوٰة فولوا وجوهكم شطری الاقدس المقام المقدس وعند غروب شمس الحقيقة والتبيان المقر الذی قدرناه لكم۔ (الاقدس)

بہائی لوگ بہاء اللہ کو حاضر و ناظر سمجھ کر اس سے دعائیں کرتے ہیں۔ جناب عبد البہاء کہتے ہیں:۔

"کل باید توجہ بہاء اللہ نمایند در دعا این است مذہب عبد البہاء"

(بدائع الآثار جلد ۲ صفحہ ۱۲۹)

ترجمہ:۔ سب کو چاہیئے کہ دعا میں بہاء اللہ کی طرف توجہ کریں۔ عبد البہاء کا مذہب یہی ہے۔

بہاء اللہ اپنے اتباع کو سکھاتے ہیں کہ یوں دعا کیا کرو:۔

اسئلك يا اله الوجود و مالك الغيب والشهود بسجنك و مظلوميتك و ما ورد عليك من خلقك بان لا تخيبنی عما عندك ولا تمنعنی عما احييت به من فی القبور انك انت مالك الظهور والمستوی علی العرش فی يوم النشور لا اله الا انت العليم الحكيم۔

(مجموعہ الاقدس صفحہ ۱۰۱)

ترجمہ:۔ اے کائنات کے اِلٰہ (معبود) غیب و شہود کے مالک میں تجھ سے تیری قید، تیری مظلومیت اور ان مصائب کا واسطہ دے کر جو تجھ پر تیری مخلوق کی طرف سے وارد ہوئے یہ درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھے ان انعامات سے محروم نہ کر جو تیرے پاس ہیں۔ اور اس برکت سے نہ روک جس کے ذریعہ تو نے قبر والوں کو زندہ کر دیا۔ تو ہی ظہور کا مالک اور آج یوم النشور میں عرش پر تشریف فرما ہے۔ کوئی خدا نہیں بجز تیرے۔ تو علیم و حکیم ہے۔

یہ عبارت بہاء اللہ کے دعویٰ الوہیت اور شرک کی تعلیم پر ایسی واضح ہے کہ اسے کسی تاویل کے پردہ میں بھی چھپایا

نہیں جا سکتا۔

بہائی لوگ بہاء اللہ کی قبر پر سجدہ کرتے ہیں۔ میں نے خود انہیں قبر پر سجدہ کرتے دیکھا ہے۔ ان کے ہاں لکھا ہے:-

"زائرین زیارت و طواف و تقبیل و
سجدۂ عتبۂ مقدسہ اش نمودہ و نائزہ اند"

(بہجۃ الصدور صفحہ ۲۵۰)

بہائی لوگ بہاء اللہ کے گھر کو بیت اللہ سمجھ کر اسکے گھر وارقع بغداد کا حج کرتے ہیں۔ لکھا ہے:-

"و محل طواف و حج اہل بہاء بیت
نقطۂ اولیٰ در شیراز است و ثانی این بیت
جمال ابہیٰ است کہ در بغداد است و بالجملہ
طواف این دو بیت منصوص کتاب است"

(الکواکب الدریہ فارسی جلد ۱ صفحہ ۲۵۰)

اِن حالات سے واضح ہے کہ بہائی لوگ بہاء اللہ کو یقیناً انسانی شکل میں خدا سمجھتے ہیں۔

پروفیسر ای۔ جی۔ براؤن نے اپنی کتاب *Materials for Study of the Babi Religion* میں وہ فارم نقل کیا ہے جو طلبہ کو بہائی تحریک میں شامل کرنے سے قبل ان سے پُر کرایا جاتا ہے۔ فارم کا متن درج ذیل ہے:-

To The Greatest Branch

In God's name, the Greatest Branch, I humbly confess the oneness and singleness of the Almighty God, my Creator, and I believe in his appearance in the human form; I believe in His establishing His holy household in His departure, and that He has delivered His Kingdom to Thee. O, Greatest branch, His dearest son and mystery. I beg that I may be accepted in this Glorious Kingdom and that my name may be registered in the Book of Believers.

I also beg the blessings of world to come and of the present one for myself and for those who are near and dear to me (the individual may ask for anything he likes) for the spiritual gifts which thou seest. I may be best fitted for any gift or power for which thou seest me to be best fitted.

Most humbly Thy
servant,

. . . .

اردو ترجمہ:-

"اے غصنِ اعظم (عبد البہاء)! میں عاجزی سے حلفیہ اقرار کرتا ہوں خدائے قادرِ مطلق کے ایک اور یکتا نہ ہونے کا۔ جو میرا پیدا کرنے والا ہے۔ میں ایمان لاتا ہوں کہ وہ انسانی شکل میں ظاہر ہوا اور

میں یقین رکھتا ہوں کہ اس نے اپنا ایک کنبہ قائم کیا۔ اور پھر یقین رکھتا ہوں اس کے دنیا سے رخصت ہو جانے پر۔ اور ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ اس نے بادشاہت تجھ کو دی ہے۔ اے غصن اعظم! جو اس کا سب سے پیارا بیٹا اور راز ہے میں درخواست کرتا ہوں کہ مجھے اس روحانی بادشاہت میں قبول کیا جائے اور میرا نام بھی اہل اللہ کے رجسٹر میں درج کیا جائے۔ اگلے جہان اور اس دنیا کی برکات کے لئے درخواست کرتا ہوں اپنے لئے اور اپنے قریبی عزیزوں کے لئے۔ آپ مجھے ان روحانی تحفوں اور دیگر طاقتوں سے نوازیں جن کا مجھے اہل سمجھیں۔

آپ کا عاجز غلام

"..........

ان بیانات سے عیاں ہے کہ بہائی لوگ بہاءاللہ کو خدا یقین کرتے ہیں۔ ان کا یہ دعویٰ ہی ان کے باطل پر ہونے کی واضح دلیل ہے ؎

جمالِ سرمدی

(جناب مولوی مُصلح الدین صاحب راجیکی مرحوم)

ملالِ زندگی پر ہے مدارِ زندگی اب بھی
کوئی سمجھے تو ظاہر ہے ہماری بے بسی اب بھی

وہ صحرا جس میں کھویا تھا کبھی نقشِ قدم تیرا
اسی صحرا میں جو یاں ہے جنونِ عاشقی اب بھی

ترے حسنِ ازل نے گرچہ لاکھوں آستاں بدلے
مگر جیسے تھا ویسے ہے خلوصِ بندگی اب بھی

نگاہِ مَا عَرَفْنَا سے جو دیکھا تو یہی دیکھا
تری جلوہ گری میں ہے ادائے بے رُخی اب بھی

کلیم و طُور کا قصہ نہیں ہے قصۂ ماضی
کوئی ڈھونڈے تو مِلتا ہے سراغِ ایزدی اب بھی

ترے نفسِ گُنہ پرور نے ویراں کر دیا جس کو
اُسی ایوانِ دل میں ہے متاعِ زندگی اب بھی

بُتوں کو دیکھنے والے خدا تجھ کو نظر بخشے
خلیل اللہ سے خالی نہیں ہے آذری اب بھی

تجھے آتی نہیں منصور کی بادہ کشی ورنہ
بہت کچھ کہلواتی ہے شرابِ بیخودی اب بھی

اگر آنکھوں میں ہو اندازِ مَا زَاغَ الْبَصَر پیدا
کھُلے مُنہ جگمگاتا ہے جمالِ سرمدی اب بھی

میرا جوابی خط

قریشی حشمت اللہ صاحب بہائی کے اوہام کا ازالہ

۲۸ راگست ۱۹۶۰ء کو میں کراچی میں تھا اور میں نے قریشی حشمت اللہ صاحب سے مل کر اُن کے خط کا تحریری جواب انہیں پہنچا دیا تھا۔ میں اس جواب کو ذیل میں اسلئے شائع کر رہا ہوں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حشمت اللہ صاحب اپنے خط کی نقول احباب میں شائع کر رہے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ بہائی نمائندے تو خاموش ہیں مگر قریشی صاحب جنہیں بہائی نمائندہ ماننے کے لئے تیار نہیں خواہ مخواہ دخل در معقولات دینا چاہتے ہیں اور وہ بھی غلط طریق پر۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت فرمائے۔ آمین ——— (ابو العطاء جالندھری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

(۱) مکرم قریشی حشمت اللہ صاحب بہائی۔ آپ کا مکتوب مرقومہ ۱۷ رجولائی موصول ہوا تھا۔ مگر اس بنا پر کہ رسالہ الفرقان بابت اگست ۱۹۶۰ء میں "بہائیوں کو مذہبی کانفرنس کی دعوت" کا مضمون شائع ہو رہا تھا شاید مولوی محفوظ الحق صاحب علمی جماعتی حیثیت میں چاروں بنیادی اختلافی مسائل پر کسی نہ کسی رنگ میں تحریری تبادلۂ خیالات کے لئے تیار ہو جائیں اسلئے آپ کے ذاتی خط کا جلد جواب غیر ضروری سمجھا گیا۔

(۲) میں نے آپ سے اپنے خط ۵/۳ میں دریافت کیا تھا کہ وہ کیا جواب ہے "جو آپ احمدی سائلین کے اس سوال کا دیا کرتے ہیں کہ بہائی کتاب اقدس کیوں نہیں چھاپتے؟"

آپ نے بجائے جواب دینے کے مجھے لکھ دیا ہے کہ پہلے "بنیادی اختلافی مسائل" پر — "تیسر کن اور نتیجہ خیز تحریری مناظرہ" کر لیجئے پھر فروعی اعتراضات کی بھی نوبت آجائے گی۔"

آپ کا یہ بیان درست ہے یا نہیں مگر یہ تو آپ کو مسلّم ہے کہ پہلے "بنیادی اختلافی مسائل" پر بحث ہونی چاہیئے۔ مگر حیرت ہے کہ آپ نے پہلے سے پیش کردہ اور شائع شدہ چاروں "بنیادی اختلافی مسائل" کے متعلق ایک حرف تک نہیں لکھا۔ بلکہ محض فروعی باتوں میں پڑ گئے ہیں۔ اگر آپ گفتگو کرنے کی حقیقی خواہش رکھتے ہیں تو آیتِ قرآنی واْتوا البیوت من ابوابھا کے مطابق پہلے اختلافی بنیادی مسائل پر گفتگو کیجئے ورنہ بتائیے کہ آپ کے ان اصولی امور پر گفتگو کرنے سے گریز کرنے کی کیا وجہ ہے؟

(۳) آپ خود مانیں گے کہ جب تک بہائیوں اور احمدیوں کا بحیثیت جماعت فیصلہ نہ ہو جائے بات درست نہ ہوگی اسلئے بہتر یہی ہے کہ آپ کوشش اور ہمت کر کے کسی نمائندہ بہائی کو اس میدان میں لائیں ورنہ یہ بہت ممکن ہے کہ بہائی صاحبان آپ کے بیانات کی تردید کر دیں اور آپ کے مسلک کو سراسر غلط ٹھہرا کر آپ کو

بری الذمہ قرار دے لیں اور اس طرح یہ ساری محنت بے نتیجہ اور بے فائدہ ثابت ہو۔ مومنوں کی شان تو اللہ تعالےٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ بے نتیجہ کام نہیں کیا کرتے۔

آپ بتلائیں کہ آپ بہائیوں کے نمائندہ کی حیثیت میں گفتگو کیوں نہیں کرتے۔ کیا بہائیوں کو آپ پر اعتماد نہیں حالانکہ آپ پچاس سال سے بزعم خود بہائی ہیں اگر یہ صورت ہے تو یقیناً آپ مجھ سے اتفاق فرمائیں گے کہ پھر ہمیں کسی نمائندہ بہائی سے تحریری طور پر فیصلہ کرنا ہی مناسب اور موزوں ہے۔

(۴) میں یہ بات سمجھنے سے قاصر ہوں کہ آپ نے یہ کیوں لکھ دیا ہے کہ "اس کے بعد شرائطِ مناظرہ طے کر لیں گے جس میں پہلی شرط یہ ہے کہ میرا مکتوب تمام و کمال الفرقان میں شائع کریں"۔ کیا بہائیوں کا رسالہ "بشارت" آپ کے خط کو شائع کرنا اپنی ہتک سمجھتا ہے؟ یا کیا بات ہے؟ نیز اس بات کا شرائطِ مناظرہ سے کیا تعلق ہے؟ اگر یہ حال "پہلی شرط" کا ہے تو نہ معلوم آپ دوسری کونسی "معقول شرائط" پیش کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

(۵) میں نے شاید غلطی کی تھی کہ آپ کو لفظ "موزوع" کی طرف توجہ دلا دی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "بہتر ہو وزع اور وضع دونوں کے معنے کسی مستند اور بڑی عربی ڈکشنری میں دیکھ لیں۔ موضوع کے معنے فارسی میں کچھ ہیں اور عربی میں کچھ نیز فارسی میں وزع لفظ نہیں ہے"۔

جناب من! اگر اللہ تعالےٰ کا ارشاد نہ ہوتا کہ ایسے مواقع پر اعراض کیا جائے تو شاید میں آپ سے اسی بارے میں الجھتا رہتا۔ امید ہے کہ میرا یہ اشارہ مستقبل کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ۔

(۶) آخری بات یہ ہے کہ چار دل بنیادی اختلافی مسائل پر آپ یا کوئی اور بہائی اپنی جماعت کی طرف سے تحریری مناظرہ اگر کر سکتا ہے تو شوق سے آمادگی سے مطلع فرمائیں ورنہ آپ کی طرح سارے لوگوں کے پاس ضائع کرنے کے لئے وقت نہ نکل سکے گا۔ ہاں یہ مطلب نہیں کہ آپ پتہ کی بات بھی نہ کریں۔ اس کے لئے خاکسار خادم ہر وقت حاضر ہے۔ واللہ الموفق والمعین۔

خاکسار

ابوالعطاء جالندھری

نزیل کراچی ۲۸ ۸/۶۰

بہائیوں سے چند سوالات

(از جناب مولوی عبدالکریم صاحب پشاور)

(۱) قرآن مجید نے کسی مامور من اللہ کی صداقت کے جو معیار بیان کئے ہیں کیا وہ بھی آپ لوگوں کے نزدیک منسوخ ہو گئے ہیں یا صرف احکام اسلام ہی منسوخ ہوئے ہیں؟

(۲) اگر معیار منسوخ نہیں ہوئے تو پھر "باب" کو آیۂ لو تقوّل کے تحت آپ کس طرح راستباز خیال کرتے ہیں!

(۳) اگر آپ لوگوں کے نزدیک قرآن مجید کے پیش کردہ معیار صداقت بھی منسوخ ہیں اور آپ لو تقوّل کو معیار صداقت تسلیم نہیں کرتے تو پھر بہائیت نے صداقت کے پرکھنے کے کونسے معیار پیش کئے ہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——— نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

روزنامہ الفضل

الفضل جماعت احمدیہ کا ترجمان ہے۔ جماعت احمدیہ ایک تبلیغی اور علمی جماعت ہے۔ اس کی اشاعت اسلام کے متعلق کوششیں دنیا کے کونے کونے میں پھیل رہی ہیں۔ روزنامہ الفضل کے ذریعہ علمی اور تربیتی عالمانہ مقالات کے علاوہ اسلام کی ترقی کے متعلق جملہ خبریں بھی اشاعت پذیر ہوتی ہیں اور دنیا کے مختلف ممالک میں اسلام کے مجاہدین کی کامیابیوں کا ذکر ہوتا ہے۔ مخالفینِ اسلام کے غلط اعتراضات کی تردید کی جاتی ہے۔ سلسلہ احمدیہ کی تنظیم اور تحریکات کا علم بھی اس روزنامہ سے ہوتا ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ اس روزنامہ کے ذریعہ سے حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے خطبات جمعہ اور دیگر لیکچر پورے انتظام کے ساتھ شائع ہوتے ہیں۔ ملکی تحریکات اور دنیا بھر کی اہم خبریں بھی اشاعت پذیر ہوتی ہیں۔ الغرض روزنامہ الفضل ایک بے نظیر روزنامہ ہے۔ دینی اور دنیوی خبروں کا خزانہ ہے۔ بنا بریں اس اخبار کی خریداری میں سراسر نفع ہے۔

مینجر روزنامہ الفضل
ربوہ۔ پاکستان

"الفردوس"

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ھے

"الفردوس"

۸۵-انارکلی لاہور

آنکھوں کی جملہ بیماریوں کے لئے بے نظیر تحفہ

نُور کاجل

- آنکھوں کو بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔
- نظر کو صاف اور تیز کرتا ہے۔
- آنکھوں کو گرد و غبار سے صاف کرتا ہے
- آنکھوں میں خوبصورتی اور چمک پیدا کرتا ہے۔
- خارش، پانی بہنا، پھنسی اور ناخونہ کا بہترین علاج ہے۔

بوقتِ ضرورت ایک ایک سلائی آنکھوں میں ڈالیں۔
قیمت فی شیشی ۱/۴ علاوہ محصولڈاک و پیکنگ۔!

حَبّ منوّر

- معدہ و جگر کے لئے بہترین ٹانک جو معدہ اور جگر کی اکثر امراض کا بہترین علاج ہیں جن میں منوّر (خبث الحدید) کو متعدد ایسی ادویہ کے ساتھ شامل کیا گیا ہے جو معدہ و جگر کیلئے بہت مفید ہیں۔
- ان کے استعمال سے کھانا اچھی طرح ہضم ہو کر خون صالح پیدا ہوتا ہے ضعف ہضم، النفخ، قراقر وغیرہ دُور ہو جاتے ہیں۔
- ضعف جگر، ورم جگر، نفخ جگر و صلابتِ جگر وغیرہ کا نام و نشان نہیں رہتا

خوراک دو گولی صبح دو شام بعد غذا ہمراہ عرق کاسنی و سونف۔
قیمت فی شیشی ۶۰ گولی دو روپے علاوہ محصولڈاک و پیکنگ۔

تیار کردہ
خورشید یونانی دواخانہ۔ گولبازار۔ ربوہ

نرخنامہ اشتہارات

آئندہ سے چند صفحات اشتہارات کے لئے مخصوص ہوں گے۔ نرخنامہ حسب ذیل ہے:-

اُجرت ٹائیٹل بیرونی	پینتیس ۳۵ روپے	اُجرت نصف صفحہ	پندرہ ۱۵ روپے
" " اندرونی	تیس ۳۰ روپے	" ۱/۴ "	آٹھ روپے
" عام صفحہ	پچیس ۲۵ روپے		

(مینیجر الفرقان ربوہ)

ضروری اعلانات

(۱) معاونین خاص یعنی دس سالہ دور کے لائف ممبر جو الفرقان کے ساتھ خاص تعاون فرما رہے ہیں ۔ ان کے اسماء گرامی آئندہ ماہ (اکتوبر) سے باقاعدہ طور پر مرتب شکل میں شائع ہونے شروع ہو جائینگے اور انشاءاللہ ستمبر ۱۹۷۰ تک یہ اشاعت جاری رہے گی ۔ اس کی غرض یہ ہے ۔ کہ رسالہ شکریہ کے طور پر ان احباب کے لئے تحریک دعا کرتا ہے ۔

(۲) کل ایک بزرگ دوست نے فرمایا کہ میں پچاس روپے بھیج کر ممبر تو بن جاتا مگر اس ڈر سے رک گیا ہوں کہ آپ نام شائع کر دینگے ۔ ایسے احباب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ان کے لئے دعا تو ہو گی اگر وہ اشاعت نام پسند نہ فرماویں گے تو اسی پر عمل ہو گا ۔

(۳) رسالہ کی سالانہ قیمت چھ روپے ہے دس سالہ رکن پچاس روپے ادا فرما کر دس سال کے لئے خریدار بن جاتے ہیں ۔

(۴) آخر دسمبر ٦۰ تک لائف ممبری کی رقم بالاقساط بھی ادا کی جا سکتی ہے ۔ لیکن یہ فیصلہ کر دیا گیا ہے ۔ کہ جب تک قسطیں پوری نہ ہو جائینگی نام شائع نہ ہو گا ۔

(۵) اشاعت اسماء والی دس سالہ لائف ممبری کی تحریک صرف ۳۱ دسمبر ٦۰ تک جاری رہے گی اس کے بعد بند کر دی جائیگی ۔ احباب اس میں شمولیت فرما کر ثواب حاصل کریں ۔

نوٹ ۔ جملہ رقوم مینیجر الفرقان ربوہ کے پتہ پر آنی چاہئیں ۔

خاکسار

ابوالعطاء جالندھری

ایڈیٹر رسالہ الفرقان

ایک خوشگوار اور مفید ملاقات

اوائل ستمبر میں خاکسار کوئٹہ میں تھا ۔ ۲ ستمبر کو جناب مولانا محمد حنیف صاحب ندوی احمدیہ دارالتبلیغ میں ملاقات کے لئے تشریف لائے ۔ کچھ دیر تک دلچسپ گفتگو ہوتی رہی ۔ ہم نے پسند کیا کہ ہم بھی مولانا کی ملاقات کے لئے ان کے قیام گاہ پر جائیں ۔ دوسرے دن جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس ۔ جناب مولانا ارجمند خان صاحب ۔ مکرم چوہدری رشید الدین صاحب مربی سلسلہ احمدیہ اور خاکسار ابوالعطاء خیر پور ہاؤس پہنچے ۔ مولانا ندوی کے ساتھ جناب رئیس احمد جعفری بھی ایک ہی کمرہ میں قیام پذیر تھے ۔ ہر دو مصنفین بسلسلہ تصنیف کوئٹہ میں تشریف فرما تھے ۔ پون گھنٹہ تک نہائت خوشگوار ماحول میں معلومات افزا گفتگو ہوتی رہی ۔ مولانا ندوی صاحب نے صراحتاً فرمایا کہ جہاں تک حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات کا تعلق ہے میں مانتا ہوں کہ آپ وفات پا گئے ہیں ۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے سلسلہ میں آپ نے تصریح فرمائی کہ حالات بتلا رہے ہیں کہ آئندہ قلیل عرصہ میں اسلام کی عظمت و شوکت کو مغربی دنیا بھی تسلیم کرلیگی ۔ جو جماعت یا فرد ان حالات سے استفادہ کرنا چاہے اسے ضرور کامیابی ہو گی ۔ میں نے دریافت کیا کہ آپ کے نزدیک حالات کی یہ تبدیلی کب سے ہے ؟ مولانا نے بے ساختہ فرمایا کہ یہ تبدیلی پچاس ساٹھ سال کے لگ بھگ عرصہ سے شروع ہے ۔ اور تدریجاً یہ حالات اس رخ پر آ رہے ہیں ۔ میں نے مولانا کو بتلایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے یہ پیشگوئی فرمائی ہے ۔ کہ تین صدیوں کے اندر اندر اسلام دنیا پر غالب آ جائیگا ۔ اور دنیا میں ایک ہی مذہب اور ایک ہی پیشوا ہو گا ۔ آپ نے یہ معین پیشگوئی کھلے الفاظ میں اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین مطبوعہ ۱۹۰۳ میں شائع فرمائی تھی ۔ اور اب اللہ تعالی کے فضل سے اس کے آثار کافی نمایاں طور پر نظر آ رہے ہیں ۔

بعد ازاں مسلمانوں کے فرقوں میں اتحاد و اتفاق پر گفتگو جاری رہی جس میں جناب رئیس احمد صاحب جعفری بھی شریک رہے ۔ جعفری صاحب کا خیال تھا ۔ کہ جب سب مسلمان ہیں تو علیحدہ علیحدہ مساجد اور علیحدہ علیحدہ نماز کی جماعتوں کی کیا ضرورت ہے ؟ مگر جب انہیں مسلمان فرقوں کے باہمی اختلاف کے باعث اس نظریہ کا نا قابل عمل اور غیر مفید ہونا بتلایا گیا تو اسے ایک خوشنما تجویز سے زیادہ وقعت نہ دی گئی ۔ البتہ اس بات پر زور دیا گیا ۔ کہ بہر حال ضرورت ہے ۔ کہ مسلمان کہلانے والے زیادہ سے زیادہ اتفاق اور اتحاد پیدا کریں ۔ ہر دو قابل مصنفین نے اس بات کو کھلے دل سے تسلیم کیا ۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی جماعت میں جو تبلیغ اسلام کی لگن لگا دی ہے وہ بے مثال ہے اور جماعت کی بیرون پاکستان تبلیغی مساعی قابل رشک ہیں ۔ آئندہ کسی اور وقت دوسری ملاقات کے وعدہ پر یہ پر لطف ملاقات ختم ہوئی ۔

ابوالعطاء جالندھری ربوہ